﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 | جمعۃ المبارک 27/اپریل 2007ء — 09/ربیع الثانی 1428 ہجری قمری ❁ 27/شہادت 1386 ہجری شمسی | شمارہ 17

ظاہر و باطن کو بہتر بنانے کے لئے دعا

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی۔

اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کردے اور میرا ظاہر نیک بنادے۔ اے اللہ مَیں تجھ سے دنیا میں تیری عطاؤں میں سے ایسے نیک اہل وعیال اور پاک مال مانگتا ہوں جو نہ خود گمراہ ہوں اور نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہوں۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء یوم عرفة ۔حدیث نمبر 3510)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا یہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے ۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ فلاحِ عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہوسکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے

’’بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا یہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہوسکتے ہیں؟ سو اُنہیں جاننا چاہئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلّقاتِ نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے۔ اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سواے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اِسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصوّر رہ سکتے ہیں مگر اصل مدّعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کرلیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہوسکیں مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو در حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔

یقیناً سمجھو کہ فلاحِ عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار وانحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہوسکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلّی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اوّل تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدّعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے۔

اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا، اپنے حقیقی خالق، اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خِلقت کی علّت غائی ہے بیّن طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دُور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہوسکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سیکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہاری تمام اوقاتِ عزیز دنیا کی جق جق بک بک میں ایسی مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے؟ کہاں ہے تم میں انصاف؟ کہاں ہے تم میں امانت؟ کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بُلاتا ہے؟ تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گزرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض، کوئی واسطہ، کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ایسا ہرگز نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت، تمہاری نکتہ رسی، تمہاری دُور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔ کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گزشتنی گزاشتنی امور ہیں اُن کی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو۔ تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کردے گا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹ اور دغا سے لے کر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔ اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہاں تک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ مَیں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اُس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ مَیں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بھُلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو　　　یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

(فتح اسلام ۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 41 تا 44)

سال 2006 میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف اردو اخبارات میں شائع ہونے والی نفرت انگیز خبروں اور بیانات کا ایک جائزہ۔ کوائف اور اعداد وشمار

(مرتبہ: پریس سیکشن نظارت امور عامہ۔ ربوہ)

کوئی بھی معاشرہ رواداری، برداشت اور عدل وانصاف کے بغیر نہ تو ترقی کی منازل طے کرسکتا ہے اور نہ ہی امن وآشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ نفرت، تعصب اور محض نظریات کی بنا پر کسی قوم کی دشمنی جب عقل وخرد پر پردے ڈال دے اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا جائے تو امن اور ترقی محض خواب اور سراب بن کر رہ جاتے ہیں۔

اسلام جو رواداری، برداشت اور امن کا سب سے بڑھ کر علمبردار مذہب ہے اس نام پر حاصل کئے جانے والے ملک میں اسلام ہی کے نام پر جس طرح نفرت وتعصب کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور اس کا جو نتیجہ نکل رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے ۔

بدقسمتی سے پاکستان میں جگہ جگہ نفرت وتعصب کے مظاہر دیکھنے کو ملیں گے۔ اور بدقسمتی کی انتہا اس وقت دوچند ہوجاتی ہے جب کہ صحافت جیسا مقدس پیشہ جس کا کام ہی رائے عامہ کی صحیح رنگ میں راہنمائی کرنا ہے وہی نفرت وتعصب کے فروغ کا باعث بن جائے۔ اور معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ صحافت کو مشن کی بجائے کاروبار سمجھنے والے اپنے مفادات کی خاطر فرقہ واریت اور نفرت کی آگ بھڑکانے کے لئے اپنے اخبارات کے صفحات پیش کردیتے ہیں۔ جس سے ان کے بنک بیلنس تو بڑھ گئے مگر وطن عزیز گھمبیر مسائل سے دوچار ہوتا گیا۔ اسلام کے حسین نام پر حاصل کئے گئے اس ملک میں اقلیتوں کی عبادت گاہوں کا تحفظ تو دور کی بات مساجد اور امام بارگاہیں تک بھی محفوظ نہ رہیں۔ وطن کے لوگ اپنی نمازیں بھی بندوقوں کے سائے تلے ادا کرنے پر مجبور کردیے گئے۔ ایسے وقت میں اخبارات کو چاہئے تھا کہ وہ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نفرت انگیز بیانات شائع کرنے سے گریز کرتے، باہمی رواداری کو فروغ دیا جاتا تاکہ ایک قومیت کا تصور پروان چڑھتا مگر افسوس کہ تاحال بہتری کے آثار نظر نہیں آرہے۔

سال 2006 میں بھی جماعت احمدیہ کے خلاف اردو اخبارات میں نفرت انگیز خبروں اور بیانات کا جلی سرخیوں میں شائع ہونا روزمرہ کا معمول رہا۔ بغیر تحقیق کے جلی سرخیوں میں بیانات شائع ہوتے رہے۔ اکثر اوقات جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کی جانے والی تردید کی اشاعت میں پس وپیش سے کام لیا جاتا رہا۔

2006ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف اخبارات نے نفرت وتعصب کو فروغ دینے میں جو کردار ادا کیا اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ 2006ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف اردو اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئیں ان کا ہم چار حوالوں سے جائزہ لیں گے۔

1۔ سال 2006 میں احمدی اخبارات ورسائل کے خلاف حکومتی ایماء پر ہونے والی کارروائیاں۔

اس میں اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ سال 2006ء کے دوران احمدیہ صحافت جو کہ امن کی پرچار ہے اور صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے مواد اس میں شائع کیا جاتا ہے، کسی کی دلآزاری نہیں کی جاتی اس کے باوجود 2006ء میں حکومتی اداروں کی طرف سے اس کو کس طرح پابند سلاسل کئے جانے کی کارروائیاں ہوتی رہیں، مقدمات بنائے گئے۔ پریس سیل کردئے گئے، پولیس ریڈ ہوئے، گرفتاریاں ہوئیں۔

2۔ پاکستان کے اردو اخبارات میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا اعداد وشمار کے لحاظ سے جائزہ۔

اس میں اس بات کا جائزہ لیا جائیگا کہ سال 2006ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کی تعداد کیا تھی۔

3۔ جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا موضوعاتی اعتبار سے جائزہ۔

اس میں اس بات کا جائزہ لیا جائیگا کہ کن کن موضوعات پر احمدیوں کے خلاف اخبارات میں پروپیگنڈہ مہم جاری رکھی گئی۔ اس کے باوجود احمدیہ صحافت جس کی ایک خبر کے بارے میں بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں دلآزاری کا کوئی عنصر ہو اس کے خلاف حکومتی اداروں کی طرف سے کس طرح کارروائی کی جاتی رہی جب کہ اردو پریس میں مسلسل جماعت کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ پر مشتمل خبریں شائع ہوتی رہیں لیکن اس کو روکنے کی طرف معمولی سی توجہ کرنے کی بھی کسی کو توفیق نہ ملی۔

4۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی وضاحت کی اشاعت۔

جماعت احمدیہ کے خلاف اخبارات میں اس قدر خبریں چھپتی ہیں کہ ہر خبر کی آئے روز تردید ممکن نہیں ہوتی۔ تاہم اگر کسی خبر کی تردید بھجوائی جائے تو جماعت احمدیہ کے خلاف شہ سرخیاں جمانے والے اخبارات اس وضاحت کو کتنی جگہ دیتے ہیں اس کا جائزہ لیا جائیگا۔

احمدیہ صحافت پابند سلاسل۔ جماعتی رسائل پر بیجا پابندیاں اور قید وبند کی سزائیں

سال 2006ء جماعت احمدیہ کے لئے اس لحاظ سے بھی تکلیف دہ رہا کہ سال کے آغاز سے ہی جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے رسائل اور اخبارات کے خلاف MMA اور مولویوں کے ایماء پر حکومتی کارروائیوں کا آغاز ہوگیا تھا اور یہ کارروائیاں سارا سال جاری رہیں۔

روزنامہ الفضل کے 33 شمارہ جات اور احمدی خواتین کے ترجمان رسالہ "مصباح" پر بننے والے مقدمات

روزنامہ ’’الفضل احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے‘‘ شائع ہونے والا اخبار ہے جس کی پیشانی پر واضح طور پر یہ لکھا بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ’’ماہنامہ مصباح‘‘ احمدی خواتین کی ترجمانی کرتا ہے۔

❁ سال 2006ء کے دوران روزنامہ الفضل کے 33 شمارہ جات پر تین مقدمات درج کئے گئے۔ ان میں سے ایک مقدمہ ڈیرہ غازیخان اور دو مقدمات تھانہ چناب نگر میں درج کئے گئے۔

❁ اسی طرح "ماہنامہ مصباح" احمدی خواتین کی ترجمانی کرتا ہے اس پر تھانہ ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ میں مقدمہ درج کیا گیا۔

مقدمات کی جو بنیاد بنائی گئی وہ یہ تھی کہ ان رسائل نے قرآنی آیات شائع کی ہیں، کوئی حدیث لکھی ہے اور ان چیزوں سے علماء حضرات کی دلآزاری ہوئی ہے۔

احمدیہ پریس پر پولیس کا ریڈ اور پرنٹر اور پبلشر کی گرفتاری کے لئے چھاپے

مورخہ 9 ستمبر کو پولیس کی بھاری نفری نے احمدیہ پریس پر ریڈ کیا۔ دفتر الفضل کی تلاشی لی گئی۔ اخبار میں کام کرنے والے دو افراد کو گرفتار کرلیا گیا جن کو شام گئے چھوڑ دیا گیا۔ جب کہ پرنٹر اور پبلشر کے خلاف سنگین دفعات (جن میں دہشت گردی کی دفعہ بھی شامل ہے) کے تحت مقدمات درج کرلئے گئے اور پرنٹر سلطان ڈوگر صاحب پونے تین ماہ تک جیل میں قید رہے۔ ان کی عمر 60 سال سے زائد ہے۔

❁ آزادیٔ صحافت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اخبارات اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے لیکن اردو اخبارات اس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کی جانے والی پریس ریلیز کو بھی شائع کرنے سے گریز کرتے رہے اور احمدیہ پریس پر پابندی کی خبریں جلی سرخیوں میں شائع کی جاتی رہیں۔

❁ جماعت احمدیہ کی طرف سے جتنے بھی اخبارات ورسائل شائع کئے جاتے ہیں ان میں سے کبھی کسی بھی جگہ نہ تو کسی کی دلآزاری کی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی تحریر شائع کی جاتی ہے جو کسی بھی نوع سے قابل اعتراض ہو۔ تاہم اسلام جو آفاقی مذہب ہے جس کی تعلیمات ابدی اور دائمی ہیں ان تعلیمات کا ذکر دنیا بھر کے میڈیا میں ہوتا ہے جس پر نہ تو حکومت پاکستان کو اعتراض ہوتا ہے اور نہ ہی مولوی ان کے خلاف مقدمات درج کرواتے ہیں۔ جب کہ انہیں تعلیمات میں سے اگر کوئی چیز انتہائی اچھے رنگ میں احمدی اخبارات ورسائل میں شائع ہوجائے تو اس سے بھی مولویوں اور حکومت کی دلآزاری ہوجاتی ہے۔ حکومت جو پروگریسو اور روشن خیالی کے نعرے بلند کرتی نہیں تھکتی اس کے ایماء پر مقدمات درج کرلئے جاتے ہیں، پولیس ریڈ ہوتے ہیں، گرفتاریاں ہوتی ہیں۔ احمدیوں کے خلاف مولویوں کے متشددانہ بیانات آئے روز اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ نفرت وتعصب پر مبنی بیانات آئے روز اخبارات شہ سرخیوں میں شائع کرتے ہیں جن کے بارے میں صحافتی اور حکومتی اداروں کو توجہ بھی دلائی جاتی ہے لیکن ان اخبارات کو کبھی نہیں کہا گیا کہ کچھ تو خدا کا خوف کریں اور نہ ہی ان اخبارات کے خلاف کبھی کوئی کارروائی کی گئی۔ چنانچہ سال 2006ء میں احمدیوں کے خلاف پاکستانی اردو پریس میں جو خبریں شائع ہوئیں ان کا ایک جائزہ ذیل میں پیش ہے۔ سب سے پہلے اعداد وشمار کے لحاظ سے جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اعداد وشمار کے لحاظ سے جماعت کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا جائزہ

پاکستان بھر میں مختلف جگہوں سے بے شمار اخبار شائع ہوتے ہیں۔ ان سب میں احمدی مخالف تنظیمیں کبھی دھونس اور کبھی لالچ دے کر اثر انداز ہوتی ہیں اور ان میں کسی نہ کسی رنگ میں احمدیوں کے خلاف خبریں شائع کروائی جاتی ہیں ۔ ان سب اخبارات میں احمدیوں کے خلاف تعصب اور نفرت پر مبنی خبروں کی معین تعداد جانچنا تو ممکن نہیں۔ چونکہ لاہور پاکستان میں صحافت کا مرکز سمجھا جاتا ہے اور انہی اخبارات میں احمدیوں کے خلاف سب سے زیادہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس لئے لاہور اور اس کے مضافات میں شائع ہونے والے نمایاں اخبارات میں احمدیوں کے خلاف جو نفرت اور تعصب پر مبنی خبریں شائع ہوتی ہیں ان کی تعداد کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے پورے ملک کے اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کا اندازہ کسی حد تک کیا جاسکتا ہے۔

❁ جن اخبارات کا دوران سال جائزہ لیا جاتا رہا ان میں روزنامہ نوائے وقت لاہور، روزنامہ جنگ لاہور، روزنامہ خبریں ، روزنامہ پاکستان، روزنامہ آواز، روزنامہ دن اور ایکسپریس شامل ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور اور فیصل آباد سے شائع ہونے والے بعض دیگر چھوٹے چھوٹے اخبارات کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا جن کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر مولوی ان پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ اخبار بہت زیادہ تعداد میں احمدیوں کے خلاف خبریں شائع کرنے پر مجبور کردیئے جاتے ہیں۔

❁ مندرجہ بالا اخبارات میں اگر احمدیوں کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا جائزہ لیا جائے تو کچھ اس طرح کی صورتحال سامنے آتی ہے۔

نام اخبار	خبروں کی تعداد
نوائے وقت	240
روزنامہ پاکستان	124
روزنامہ جنگ	86
روزنامہ خبریں	80
روزنامہ آزاد	73
دن	66
ایکسپریس	57
متفرق اخبارات	339
میزان	**1065**

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی اور مسیحی جنگوں کا مقابلہ

تیسری و آخری قسط

اسلامی غزوات کے محرکات واغراض

عیسائیوں کے مذہبی جنگوں کا مختصر الفاظ میں ذکر کرنے اور ان کے اپنے ہی گواہوں کی شہادتیں پیش کرنے کے بعد اب مَیں اسلامی غزوات کا کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں جن کے بارہ میں پادری صاحبان نے شور مچا رکھا ہے جس پر وہی مثل صادق آتی ہے کہ وہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو نہیں دیکھتے پر دوسرے کی آنکھ کا تنکا ان کو نظر آجاتا ہے۔

پہلے اس بات کا بیان تو ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کے جابر اور طاقتور دشمنوں نے محض ان کے اسلام قبول کرنے پر انہیں ایسی ایسی اذیتیں پہنچائیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی عقوبت نہیں ہو سکتی تھی اور اس طرح مظلوم مسلمانوں کو مجبور ہو کر تلوار ہاتھ میں لے کر اپنی جانوں کو بچانا پڑا۔ جو دکھ اور مصیبتیں مسلمانوں کو دشمنوں نے پہنچائیں اور جس جس طرح ان کی ذلت کی اس کی نظیر ان مصائب میں بھی نہیں ملتی جو عیسائیوں کے ہاتھ سے یہودیوں کو پہنچیں۔ مسلمانوں کی تعداد ابھی تھوڑی ہی تھی لیکن کم بخت دشمنوں نے انہیں سخت اور دکھ اور ذلتیں پہنچائیں اور ہر روز زیادہ تکلیفیں دینے پر تُلے رہے۔ یہ حال دیکھ کر اکثروں نے اپنے وطن مالوف اور گھر بار کو چھوڑ پردیس میں جا ٹھکانہ کیا۔ دو دفعہ تو حبش کے ملک کی طرف بھاگ کر پناہ گزین ہوئے۔ قریش نے وہاں بھی ان کا تعاقب کیا لیکن ناکام لوٹے۔ ان ظالموں کے ظلم اتنے بڑھ گئے کہ آخر خود آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ اور سارے مسلمانوں کو بھاگ کر مدینہ میں پناہ لینی پڑی۔

قریش کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ وہ عرب میں اسلام کی اشاعت ہوتی نہ دیکھ سکتے اور نہ سن سکتے تھے۔ جب حبش تک انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا تو مدینہ میں کیوں امن سے بیٹھنے دیتے۔ بلکہ اب تو انہوں نے اپنی طاقتوں کو جمع کر کے یہی ارادہ کر لیا کہ مسلمانوں پر ایک زبردست حملہ کر کے ان کو یکبارگی تباہ کر دیا جائے اور اسلام کی بیخ ہی اکھاڑ دی جائے۔ مسلمانوں کی مصیبتوں اور دکھوں میں یہ پہلا موقع تھا کہ جب انہیں ان سفّاک ظالم حملہ آوروں کے ہاتھ سے اپنا آپ لڑ کر بچانے کی اجازت ہوئی۔ کیونکہ کفار سوائے اس کے راضی نہ ہوتے تھے کہ مسلمان دین اسلام سے مرتد ہو کر ان کے دین میں ہی شامل رہیں۔ اس امر کے متعلق قرآن مجید سے بہت شہادت ملتی ہے جس کے معتبر اور صحیح ہونے پر کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ اس شہادت میں سے بعض تو گزشتہ اشاعت میں ذکر کر دی گئی تھی لیکن اس جگہ بھی چند آیات لکھ دی جاتی ہیں۔

سورۂ بقرہ کی آیت 218 اس طرح پر ہے وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا (البقرۃ:218) جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور (یہ کفار) سدا تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہانتک کہ ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین (اسلام) سے برگشتہ کر دیں۔

اس آیت سے یہ بات صاف طور پر عیاں ہو رہی ہے کہ کفار نے مسلمانوں کو ستانے اور گزند پہنچانے اور ان کو اسلام چھوڑ کر بت پرستی کی طرف رجوع کرانے کے ارادہ سے تلوار اُٹھائی تھی۔ دشمنوں کی تعداد کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی لیکن آسمانی تائیدوں سے انہوں نے کئی میدانوں میں دشمنوں کی کثیر التعداد افواج کو پسپا کیا۔ اس پر قریش کا غضب زیادہ زیادہ بھڑکتا گیا۔ اور اب وہ اس بات پر تُل پڑے کہ سب کے سب مسلمانوں کو تلوار سے صاف کر دیا جائے۔

بعض مسلمانوں کو اپنی قلت تعداد دیکھ کر کچھ خوف بھی تھا اور اسی بات کا آیت مذکورہ سے پہلی آیت میں مذکور ہے جس میں لکھا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ۔ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ۔ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:217)۔ یعنی تمہارے لیے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا اور تمکو ناگوار بھی گزرے گا۔ اور عجیب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تمکو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اسی طرح مسلمانوں کو جنگ کرنے کے لیے جو ضرورت پیش آئی اس کا ذکر اس آیت میں بھی ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِالْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ۔ قُلْ قِتَالٌ فِیْہِ کَبِیْرٌ۔ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکُفْرٌبِہٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَھْلِہٖ مِنْہُ اَکْبَرُ عِنْدَاللّٰہِ (البقرۃ:218) یعنی (اے پیغمبر مسلمان تم سے) ادب والے مہینوں کی نسبت یعنی ان میں لڑائی کرنے کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے؟) تو (ان کو) سمجھا دو کہ ادب والے مہینوں میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ مگر اللہ کی راہ سے روکنا اور خدا کو (جیسا کہ اس کے ماننے کا حق ہے) نہ ماننا اور ادب والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) نہ جانے دینا اور (ان لوگوں کو جو) اس (مسجد میں رہنے اور اس میں عبادت کرنے) کے اہل (ہیں یعنی مسلمانوں) کو اس میں سے نکال دینا (کہ خانۂ خدا میں خدا کی عبادت نہ کر سکیں) اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑھ کر (گناہ) ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کفّار نے محض مسلمانوں کو اپنے مذہبی فرائض اور خدا کی راہ سے روکنے کے لئے ہی تلوار اُٹھائی۔ اور مسلمانوں کو اپنے حقوق اور جانوں کی حفاظت کے لئے جنگ سے ہی جواب دینا ضروری ہوا۔

ایک عقلمند اور سمجھدار انسان اس بات کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ جو صورت پیش آگئی تھی اس میں اس طرح جنگ کے لئے حکم دینا نہ صرف جائز اور برحق بلکہ نہایت ضروری ہو گیا تھا۔ مسلمانوں نے اس لئے تلوار نہیں اٹھائی کہ کافروں کو جبراً مسلمان بنائیں جیسا کہ پادری صاحبان کے اجداد کے کارناموں سے ظاہر ہے۔ ان کا لڑنا تو صرف اس لئے تھا کہ وہ اپنے آپ کو اسلام چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے کی لعنت سے بچائیں۔

قرآن شریف میں بہت سی ایسی آیات ہیں کہ جن سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ کفار ہمہ تن ہو کر اسی بات کے لیے کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح مسلمان لوگ اسلام چھوڑ دیں اور بت پرست بن جائیں۔ اور اسی غرض کے لئے وہ انہیں طرح طرح سے ستاتے اور شرمناک اذیتوں سے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتے۔ جیسے سورۃ النساء رکوع 12 میں وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْا فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً (النساء:90) ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ’’ان کی خواہش یہ ہے کہ جس طرح خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کفر کرنے لگو (اور وہ) اور تم (سب) ایک ہی طرح ہو جاؤ۔‘‘

پھر سورہ ممتحنہ کی دوسری آیت ہے اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْآ اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَاَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ (الممتحنۃ:3)۔ ترجمہ (یہ کافر) اگر (کہیں) تم پر قابو پا جائیں تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں۔ اور ہاتھ اور زبان دونوں سے تمہارے ساتھ برائی کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور ان کی اصلی تمنا یہ ہے کہ کاش تم (بھی ان کی طرح) کافر ہو جاؤ۔

ایسا ہی آیت مندرج سورۃ النساء رکوع ۱۲ میں ہے۔ وَمَالَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا (النسآء:76)

ترجمہ۔ اور (مسلمانو!) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے (دشمنوں سے) نہیں لڑتے (جو عاجز آ کر خدا سے) دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی (یعنی مکّہ) سے کہیں نجات دے جہاں کے رہنے والے (ہم پر) ظلم کر رہے ہیں۔ اور (خود ہی) اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور خود ہی اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

ایسے ہی سورۃ النساء کی ذیل کی آیات پر بھی غور کرو کہ کتنے لوگ جو اسلام کی صداقت کو دل سے مانتے تھے کفر کی حالت میں رہنے کے لیے مجبور کئے گئے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ۔ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ۔ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا (النسآء:98)۔ ترجمہ: جو لوگ (مشرکین میں پڑے رہنے اور اپنے دین کی خرابی سے) اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں فرشتے ان کی جان قبض کئے پیچھے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حالت میں رہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو وہاں بے بس تھے۔ (اس پر فرشتے ان سے) کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی (اتنی لمبی چوڑی) زمین (اس قدر) گنجائش نہیں رکھتی تھی کہ تم اس میں (کسی طرف کو) ہجرت کر کے چلے جاتے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا (النسآء:99) ترجمہ۔ مگر (ہاں) جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ہیں کہ ان سے کوئی حیلہ کرتے نہیں بن پڑتا اور نہ ان کو (باہر نکل جانے کا) کوئی راستہ سوجھ پڑتا ہے۔

وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً (النساء:101)۔ ترجمہ اور جو شخص خدا کی راہ میں (یعنی خدا کے لیے) اپنا وطن چھوڑ دے گا تو (روئے) زمین میں اس کو (رہنے سہنے کے لیے) وافر جگہ اور (ہر طرح کی) کشائش ملے گی۔

ان مندرجہ بالا آیات پر غور کرنے سے ناظرین کو اچھی طرح سمجھ آجائیگا کہ مسلمانوں کو کن حالات کے ماتحت جنگ کے لئے ہاتھ اٹھانا پڑا۔

اسلام کے دینی جنگوں اور مسیحی مذہبی جنگوں کی طرف جب غور کی جاتی ہے تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان دونوں کے محرکات اور اغراض بالکل ایک دوسرے کے برعکس تھے۔

مسیح کے پرستاروں نے تو اس لئے تلوار اٹھائی کے بے بس اور ضعیف بت پرستوں اور یہودیوں کو بزور اپنے مذہب میں شامل کریں۔ اور برخلاف اس کے مسلمانوں نے صرف اس لئے شمشیر کو میان سے نکالا جبکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ اب دین اسلام میں ہمارا رہنا بغیر اس کے محال اور ناممکن ہے۔

ایسا ہی مسیحی لوگوں نے اس وقت لڑائی کرنا اختیار کیا جب وہ سلطنتِ دنیا حاصل کر چکے تھے۔ اور مسلمانوں کو ابتدائی ضعف اور بے بسی کی حالت میں زبردست اور خونخوار دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔

یہ ایسے صریح امور ہیں کہ کوئی پادری صاحب ان سے انکار نہیں کر سکتے اور ان کو مان کر اعتراض اسلام پر نہیں رہتا بلکہ عیسائیت پر جا پڑتا ہے۔

اس کے ماسوا قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ مسلمانوں کو صرف اس وقت تک لڑنے کی اجازت ہے کہ جب تک کفار کا فتنہ جاری رہے۔ اور جب ان کی شرارتیں ختم ہو جائیں تو پھر جنگ کا حکم موقوف۔

چنانچہ قرآن شریف کی آیت ذیل پر غور کرو۔ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (البقرۃ: 194) ترجمہ۔ اور وہاں تک ان سے لڑو کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور دین کا اختیار کرنا خدا کے لئے ہو جائے پھر اگر کافر ((فساد سے) باز آجائیں تو (تم بھی لڑنا چھوڑ دو) عداوت ظالموں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔

حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ میں فِتْنَۃٌ کے معنیٰ

چونکہ اس آیت شریف کے الفاظ کے غلط معنے بیان کر کے مخالفین نادان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس جگہ اس آیت کے معنے ذرا کھول کر بیان کر دیں۔ لفظ فِتْنَۃٌ جو اس آیت میں آیا ہے اس کے اصلی معنے آگ سے جلانے کے ہیں۔ اس لئے اصطلاحی طور پر مصیبت ابتلا یا خانہ جنگی یا قتل یا دینِ حق سے برگشتہ کرنے کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس آیت میں اس کے یہ آخری معنے ہی مراد ہیں یعنی دین حق سے برگشتہ کرنا۔ چنانچہ راڈول جس نے قرآن

شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہوا ہے اس نے بھی اس جگہ دین حق سے برگشتہ کے معنے کیے ہیں۔ اور اسی صفحہ پر حاشیہ میں دوسرے معنے خانہ جنگی بیان کئے ہیں۔ اور اس لفظ کی دوسری تشریح یوں کی ہے کہ فتنہ سے مراد خانہ جنگی ہے یعنی مسلمانوں کو مکّہ سے نکالنا۔ ان مترادف معنوں میں کوئی سا ایک اختیار کیا جائے اس لئے اس آیت کے معنے یہی قرار پاتے ہیں کہ **مسلمانوں کو اس وقت تک کفار سے جنگ کرنے کی اجازت ہے جب تک کفار ان کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کو ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔** اصل میں عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہی معنے صحیح ہیں۔

وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ کے اصل معنیٰ

لیکن جملہ وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ کے متعلق اس سے بھی زیادہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے عام طور پر لوگ یہ معنی کرکے دھوکہ میں آجایا کرتے ہیں کہ ’’اور پرستش صرف خدا کی ہو‘‘ یا ’’خدا کا دین (اسلام) ہی دنیا پر جاری ہو۔‘‘ یہ دونوں معنی اصل منشائے قرآن شریف اور سیاق و سباق کے مخالف ہیں۔ کیونکہ اسی آیت کے ان الفاظ کی ان سے تردید ہوتی ہے جن میں لکھا ہے کہ ’’جب وہ فساد سے باز آجائیں تو ان سے کوئی عداوت نہ رکھی جاوے۔ کیونکہ دشمنی صرف ظالموں سے رکھنی ہی جائز ہے۔‘‘

اب اگر اس کا مطلب یہی ہوتا کہ مسلمانوں کو اس وقت تک لڑائی نہیں چھوڑنی چاہئے جب تک کہ تمام کفار اسلام میں داخل ہو جاویں۔ تو الفاظ فَاِنِ انْتَھَوْا یعنی ’’اگر وہ فساد سے باز آجائیں‘‘ غیر ضروری اور باطل ٹھہرتے ہیں اور ان کو یہاں لانے کی ضرورت نہ تھی۔

اس آیت میں بھی مسلمانوں کو اس حکم کا صاف طور پر پابند کر دیا گیا ہے کہ جب کفار ان پر ظلم کرنا اور انہیں دُکھ دینا چھوڑ دیں تو تمام عداوتوں کو مسلمان ترک کردیں۔ اس لئے جملہ وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ صرف اسلام ہی تمام دنیا کا مذہب ہو جانا چاہئے۔

جب اس آیت کا ماقبل اور مابعد دیکھا جاتا ہے اور اس کے صحیح معنوں کی طرف توجہ کی جاتی ہے تو یہ بات صاف عیاں ہوتی ہے کہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے اور فرائض و شعائر دین اسلام کے ادا کرنے میں کوئی دقّت اور رکاوٹ نہ رہے۔ اس لیے قرآن شریف بھی تاکید فرماتا ہے کہ جنگ صرف اس وقت تک ہی جاری رہے جس وقت تک مسلمانوں کے دشمن ان کو دکھ دیتے رہیں۔ اور جب ان کے مظالم سے کامل آزادی قائم ہو جائے تو پھر دینی جہاد جاری رکھنے کے لیے کوئی جائز اور شرعی وجہ باقی نہیں رہتی۔

لہٰذا قطعی دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمانوں نے سوائے اس ایک بنیاد کے کہ کفّار کے ظلموں سے اپنے آپ کو بچایا جاوے اور مذہبی آزادی قائم کی جاوے دینی جہاد نہیں کیا۔

اس آیت کے جو معنی ہم نے کئے ہیں وہ از خود تراشیدہ نہیں بلکہ صحیح لغت اور سیاق و سباق کی بنا پر کئے گئے ہیں۔ اور تواریخ اسلام ہمارے معنوں کی زور سے تائید کرتی ہے۔

یہ کیسی ظاہر بات ہے کہ اگر قرآن کریم میں یہ حکم ہوتا کہ اس وقت تک جنگ جاری رکھا جائے جب تک کہ کفّار مسلمان نہ ہو جائیں تو اس منشاء کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے خود آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ ہتھیار اٹھاتے۔ اب یہ مسلّم بات ہے کہ یہ آیتیں ابتدائی اسلامی جنگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔ اختلاف صرف اتنا ہے کہ آیا یہ جنگ بدر کے متعلق ہیں یا جنگ اُحد کے متعلق۔ لیکن ان دونوں جنگوں کے بعد کہیں اس بات کا پتہ نہیں ملتا کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کہیں کفار پر ابتدائی حملہ کیا ہو۔

جہانتک تاریخ کو تحقیق کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان صرف کفار کے حملوں سے اپنے بچاؤ کے لئے جنگ کرتے رہے مثلاً مشہور و معروف جنگ احزاب ہی لے لو جس میں عرب کے بت پرستوں کے خطرناک اور زبردست حملے سے بچنے کے لئے یہی ایک ذریعہ سمجھا گیا کہ شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی جائے۔ چنانچہ اسی لحاظ سے اس لڑائی کو جنگ خندق بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب اس آیت کو نازل ہوئے کئی سال گزر چکے تھے اور جنگ احد کو بھی دو سال گزر چکے تھے تو آنحضرت ﷺ سولہ سو اصحاب کی جماعت کے ساتھ حج کرنے کے ارادہ سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ حرمت کے مہینے تھے اور عربی میں قدیم الایام سے یہ رسم چلی آتی تھی کہ ان مہینوں میں تمام عداوتیں چھوڑ دی جاتیں اور جنگ معطل کردئے جاتے۔ اور اس رسم کی تمام اہل عرب میں اتنی عزت و حرمت تھی کہ کسی کو اس کے توڑنے کی جرأت نہ ہوسکتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کو ستانے کے لئے قریش نے اپنے اس آبائی طریق کی بھی عزّت چھوڑ دی اور جونہی کہ آنحضرت ﷺ حدیبیہ میں پہنچے تو قریش نے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا اور مکہ معظّمہ کی زیارت کرنے سے مانع ہوئے۔ اس موقع پر ایک عارضی صلح نامہ فریقین کے درمیان اس غرض کے لئے تحریر ہوا کہ کچھ سالوں کے لئے دونوں فریق تمام عداوتیں چھوڑ دیں گے۔ یہ عارضی صلح قرآن شریف کے اس حکم کے ماتحت کی گئی جو آیت زیر بحث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو صرف یہی حکم ہے کہ کفار کے ساتھ اسی حالت میں لڑائی کریں جب تک وہ ان سے جنگ کرتے رہیں اور اذیتیں پہنچاتے رہیں۔ لیکن یہاں جب انہوں نے عداوتوں کے چھوڑنے اور مسلمانوں کو دُکھ دینے سے باز رہنے کا وعدہ کرلیا تو مسلمان بھی اس وقت تک ان سے لڑائی معطل کرنے کے لیے پابند ہوگئے۔

اگر آیت زیر بحث کے معنی یہ کئے جاویں کہ آنحضرتؐ کو اور مسلمانوں کو اس وقت تک جنگ کرنی چاہئے جب تک دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے اور ایک بھی کافر باقی نہ رہے تو چاہئے تو یہ تھا کہ کفار سے لڑائی جاری رکھی جاتی۔ پس صلح حدیبیہ اس حکم الٰہی کے منشاء کے برخلاف ہوئی جس کا منشاء یہ تھا کہ جب تک سارا عرب یا ساری دنیا مسلمان نہ ہو جائے اس وقت تک لڑائی کو روکا نہ جائے۔

ان تمام حالات سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اس آیت کے کبھی وہ معنے خیال نہیں کئے جو نکتہ چین اور حرف گیر دشمن الفاظ کو مروڑ کر کرنا چاہتے ہیں۔ **پس اس آیت کے صرف یہی معنی ہیں کہ مسلمان صرف اس وقت تک جنگ جاری رکھیں جب تک کہ کفار کے ہاتھوں سے دکھ اٹھانے سے محفوظ ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ کے پچھلے جنگ پہلے زمانہ کے جنگوں سے کسی حال میں مختلف نہیں۔ آپ نے کبھی بھی ایسی جنگ نہیں کی کہ جس میں کسی قوم یا قبیلہ پر اسلام قبول کرانے کے لیے جبر کیا گیا ہو۔**

کیا جنگ کے متعلق قرآن کے ابتدائی اور بعد کے دور کے احکام مختلف ہیں؟

نکتہ چین دشمنوں نے اسلام کے برخلاف یہ بھی شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ جنگ کے متعلقہ پہلے قرآنی احکام کو پچھلے احکام سے مختلف بیان کرتے ہیں۔ اور اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ابتدائی جنگ صرف دفاعی تھی اور ایسے ہی احکام ان کے متعلق ہیں۔ لیکن پچھلے احکام جو جنگوں کے لیے نازل ہوئے ان میں کفار کو جبرًا اسلام قبول کرانے کے اصول درج ہیں۔

لیکن اگر واقعہ میں ایسا اختلاف پہلے اور پچھلے احکام قرآنی میں موجود ہوتا تو اسی قسم کا اختلاف آنحضرت ﷺ کے ابتدائی اور آخری جنگوں کے موقعوں پر عملی طور پر بھی ثابت ہوتا۔ کیونکہ اس میں ذرہ بھی شک نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ ان احکام کی پوری طور پر تعمیل کرتے۔ بلکہ قرآن کریم سے تو یہ پتہ ملتا ہے کہ کفار کے ساتھ لڑنے کے لیے صرف آپ کی ذات مبارک ہی حکماً مجبور تھی۔ جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (النسآء:85)۔ سے ظاہر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے (اے پیغمبر) تم اللہ کی راہ میں (دشمنوں سے) لڑو۔ نہیں حکم کیا گیا مگر تیری ذات کو اور (ہاں) مسلمانوں کو (بھی لڑائی کے لئے) اُبھارو۔ قریب ہے کہ اللہ کافروں کے مقاتلہ کو روک دے۔‘‘

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جنگ کے لئے جتنے احکام تھے ان سب کے سب سے پہلے مخاطب آنحضرت ﷺ تھے۔ اور اگر آپ کی پہلی اور پچھلی لڑائیوں میں ہم کوئی ایسا فرق بیان نہ کرسکیں جس سے معلوم ہو کہ ایک دفاعی تھے اور دوسرے بہ جبر مسلمان کرنے کے لئے تو اس کا نتیجہ بلا تامل یہی ہوگا کہ ابتدائی احکام کی طرح دوسرے احکام جنگ بھی صرف مسلمانوں کی حفاظت اور کفار کی اذیتیں روکنے کے لئے تھے۔

اب اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آنحضرت ﷺ کے جنگوں میں کوئی ایسا فرق واقعی موجود نہ تھا، ہم اس جگہ آپ کے آخری جنگ کی کچھ کیفیت لکھ دیتے ہیں جو ہجرت کے نویں سال میں واقع ہوا۔ اس جنگ کا نام جنگ تبوک ہے اور سورہ توبہ کا بہت بڑا حصہ خصوصاً 38 آیت سے لے کر اخیر سورۃ تک ساری سورۃ اسی جنگ کے بیان سے بھری پڑی ہے۔ یہی وہ غزوہ ہے کہ جس میں ان لوگوں کو جو کفّار کے برخلاف جہاد میں آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کے نیچے نہیں پہنچے تھے منافق کہا گیا ہے اور جن کے برخلاف آنحضرت ﷺ کو حکم تھا کہ یٰۤاَیُّھَاالنَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ (التوبۃ:73) یعنی اے پیغمبر کافروں اور منافقوں دونوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ اور جس کا پچھلے مضمون میں ذکر آچکا ہے۔ چونکہ یہ پیغمبر اسلام ﷺ کا سب سے آخری غزوہ تھا اس لئے اگر کوئی جنگ بہ جبر مسلمان کرنے کے لئے کیا گیا ہو تو ضرور ہے کہ یہ جنگ اس غرض سے کیا گیا ہو۔ اس لئے ہمیں یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ آیا اس غزوہ سے کسی قوم کو بہ جبر مسلمان بنانا مقصود تھا یا کسی دشمن کے حملہ سے بچنے کے لئے اس جنگ کی تیاری کی گئی تھی۔

ہم اس بات کے ثبوت کے لئے اپنے ناظرین کو تواریخی کتب سے لمبی لمبی عبارتیں نقل کرکے تھکانا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ذیل کے دو نوٹ جومیور نے اپنی تصنیف کے حاشیوں پر لکھے ہیں کافی طور پر تسلی کردیتے ہیں۔ جن میں سے ایک کا عنوان ’’رومی باجگذاروں کا شام کی سرحد پر جمع ہونا‘‘ اور دوسرے کا عنوان ’’محمد (ﷺ) مقابلہ کے لیے مہم تجویز کرتے ہیں۔ موسم بہار ہجری 9‘‘ ہے۔ یہی غزوۂ تبوک تھا۔

غرض اسی طرح صاف ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کوئی جنگ کسی قوم کو بہ جبر اسلام میں داخل کرنے کے لئے نہیں کیا۔

سورۃ التّوبۃ کی آیات کے صحیح معنی

سورۃ التوبہ میں یہ وارد ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (التوبۃ:11)۔ ترجمہ پھر (اے مسلمانوں) اگر یہ لوگ (کفر و شرک سے) توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔‘‘ ایسے لوگوں کو چھیڑنا نہیں۔

یہی وہ آیت ہے جس سے مخالف لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ ہر ایک کافر کو جو اسلام پر ایمان نہیں لاتا قتل کردیا جائے۔ ناظرین خود ہی انصاف کرسکتے ہیں کہ اس آیت کا ایسا نتیجہ کیسے خلاف وضع اور سیاق ہے۔

لیکن چونکہ کوتہ اندیش دشمنان اسلام ان الفاظ کے غلط معنے سمجھتے اور بیان کرتے ہیں اس لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ان آیات کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کردیا جائے۔ اور اس غرض کے لیے سورۃ توبہ کی چند ابتدائی آیات پہلے لکھی جاتی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سورۃ میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں جس سے یہ نتیجہ نکل سکے کہ مسلمانوں کو عام طور پر جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کہ تمام کفار کو بزور شمشیر مسلمان بنایا جائے۔

1۔ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖۤ اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ (التوبۃ:1)

2۔ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ (التوبۃ:2)

3۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ ۔ فَاِنْ تُبْتُمْ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۔ وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ ۔ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعہ سے میری مدد کریں اور میں ہر وقت آپ کے لئے دعا گو رہوں کیونکہ جماعت اور خلافت لازم وملزوم ہیں۔ جب سب مل کر خلافت احمدیہ اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو کھینچنے والی ہوگی کیونکہ امام اور جماعت کی دعائیں ایک سمت میں چل رہی ہوں گی۔ اگر اس احساس کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے تو اپنی اصلاح کی بھی ساتھ ساتھ توفیق ملتی رہے گی اور امام کے لئے نگرانی کا کام بھی آسان ہو رہا ہوگا۔

یہ سال جماعتی انتخابات کا سال ہے۔ جماعت کا کام ہے کہ ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو اس کے اہل ہوں۔ اسی طرح خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں عہدیداروں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ان کا فرض ہے کہ حقیقی رنگ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے سپرد کی گئی ہے۔

(احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کے تحت مومنین پر عائد ہونے والی مختلف ذمہ داریوں کا تذکرہ اور اس پہلو سے نہایت اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 6/اپریل 2007ء بمطابق 6/شہادت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں بعض احادیث کا صفت مالکیت کے لحاظ سے ذکر کروں گا۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا، کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ امام نگران ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(بخاری کتاب الأسقراض و اداء الدیوان ۔باب العبد راع فی مال سیّدہ ولایعمل الّا باذنہ ۔ حدیث نمبر 2409)

اس حدیث میں چار لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک امام کو کہ وہ اپنی رعیت کا خیال رکھے۔ ایک گھر کے سربراہ کو کہ وہ اپنے بیوی بچوں یا اگر اپنے خاندان کا سربراہ ہے تو اس کا خیال رکھے۔ ایک عورت جو اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے ان کا خیال رکھے۔ ایک خادم جو اپنے مالک کے مال کا نگران ہے۔ پھر آخر میں فرمایا کہ یہ سب لوگ جن کے سپرد یہ ذمہ داری کی گئی ہے، یہ سب یاد رکھیں کہ جو مالک کُل ہے، جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس نے یہ ذمہ داریاں تمہارے سپرد کی ہیں وہ تم سے ان ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھے گا کہ صحیح طرح ادا کی گئی ہیں یا نہیں کی گئیں۔ جس دن وہ مالک یوم الدین جزا اور سزا کے فیصلے کرے گا اس دن یہ سب لوگ جوابدہ ہوں گے۔ اس لئے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ دل دہل جاتا ہے ہر اس شخص کا جو جزا سزا پر یقین رکھتا ہے۔

پس سب سے پہلے فرمایا کہ امام پوچھا جائے گا اور یہ چیز تو ایسی ہے جس سے میرے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری سپرد کی ہے اس کی ادائیگی میں سستی نہ ہو جائے اور یہ ذمہ داری ایسی ہے کہ جو نہ کسی ہوشیاری سے ادا ہو سکتی ہے، نہ صرف علم سے ادا ہو سکتی ہے، نہ صرف عقل سے ادا ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو تو ایک قدم بھی نہیں چلا جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دعاؤں کے ذریعہ ہی جذب کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

پس سب سے پہلے تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعہ سے میری مدد کریں اور میں ہر وقت آپ کے لئے دعا گو رہوں کیونکہ جماعت اور خلافت لازم وملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں اُس طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ جب سب مل کر خلافت احمدیہ اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو کھینچنے والی ہوگی کیونکہ امام اور جماعت کی دعائیں ایک سمت میں چل رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگ رہی ہوں گی۔ تو جب ایک سمت میں چل رہی ہوں گی تو دعائیں کرنے والوں کی سمتیں بھی ایک طرف چلتی رہیں گی۔ ان کو بھی یہ خیال رہے گا کہ جب ہم دعا کر رہے ہیں تو ہمارے عمل بھی ایسے ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوں، اس سمت میں جا رہے ہوں جہاں خلیفۂ وقت اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں جانا چاہئے یا خلیفۂ وقت اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ اگر اس احساس کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے تو اپنی اصلاح کی بھی ساتھ ساتھ توفیق ملتی رہے گی اور امام کے لئے نگرانی کا کام بھی آسان ہو رہا ہوگا۔

پس اس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے۔

دیکھیں جب ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں تو بعض اوقات بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اس احساس کو بیدار کرتے ہیں کہ تم ہماری عزت اور ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر یہ یہ بُری باتیں چھوڑ دو اور نیک عمل کرو۔ ایسی باتیں نہ کرو جس سے دوسروں کے سامنے ہماری سُبکی ہو۔ نگران کا ان کے ان جذبات کو ابھارنا بھی ان کی اصلاح کا ایک حصہ ہے، ایک کام ہے۔ پس ہر فرد جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی طرف منسوب ہوتا ہے یہ بات یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہو کر آپؑ کو بدنام نہیں کرنا۔ اس بات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی اظہار فرمایا ہے۔ مفہوم یہی ہے جو میں نے بیان کیا، الفاظ ذرا مختلف ہیں۔

اسی طرح امام کی نگرانی کے ضمن میں یہ بات بھی کرتا چلوں کہ آجکل یا یوں کہنا چاہئے جماعت میں امام یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، عہدیداران متعین ہیں، ان کا بھی فرض ہے کہ حقیقی رنگ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اگر کبھی کسی موقع پر اپنے پر یا اپنے عزیزوں پر بھی زد پڑتی ہو تو اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے سپرد کی گئی ہے تا کہ اس نگرانی میں خلیفۂ وقت کی بھی احسن رنگ میں مدد کر سکیں، تا کہ جزا سزا کے دن اس کو سرخرو کروانے

والے بھی ہوں۔ ہر عہدیدار کے عمل جہاں براہ راست اس کو جوابدہ بناتے ہیں اور ہر عہدیدار اپنے دائرے میں جہاں نگران ہے وہ ضرور پوچھا جائے گا۔ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں آپ اس لحاظ سے بھی ذمہ دار ہیں، اس لئے کبھی یہ نہ سوچیں کہ کسی معاملے میں خلیفۂ وقت کو اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے، رکھ سکتے ہیں آپ، لیکن خدا تعالیٰ جو جزا سزا کے دن کا مالک ہے، اس کو اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ پس ہر عہدیدار کی دوہری ذمہ داری ہے، اس کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا دعا ہی ہے جو سیدھے راستے پر چلانے والی ہے اور چلا سکتی ہے کہ اپنے ذمہ داری کو دعاؤں کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک میری ذات کا سوال ہے۔ میں جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہوں، عہدیداروں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ انصاف پر قائم رکھتے ہوئے، سیدھے راستے پر چلائے۔ کبھی ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس کا اثر پھر آخرکار یا نتیجتاً مجھ پر بھی پڑے۔ یہاں جماعت کو بھی یہ توجہ دلا دوں کہ آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح حق ادا نہیں کر رہے ہوں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خادم مالک کے مال کا نگران ہے، اگر آپ اس ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہوئے اُسے ادا نہیں کر رہے جو خلیفۂ وقت نے آپ کے سپرد کی ہے۔ اس کی صحیح ادائیگی نہ کرکے آپ بھی اس مال کی نگرانی نہ کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ جب خلیفہ وقت نے آپ سے مشورہ مانگا ہے تو اگر آپ صحیح مشورہ نہیں دیتے تو خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر انصاف سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو منتخب نہیں کرتے جو اس کام کے اہل ہیں جس کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے، اگر ذاتی تعلق، رشتہ داریاں اور برادریاں آڑے آ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں کہ تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ یعنی تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو جو ہمیشہ عدل پر قائم رہنے والے ہوں۔ اور اس اصول پر چلنے والے ہوں کہ جب بھی فیصلہ کرنا ہے تو اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہے کہ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ کہ انصاف سے فیصلہ کرو۔ جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں ان کو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرو۔ اگر نہیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہاں داؤ چل گیا تو آگے بھی اسی طرح چل جائے گا۔ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ جزا سزا کے دن تم پوچھے جاؤ گے۔

پس جماعت کا بھی کام ہے کہ ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو اس کے اہل ہوں اور ذاتی رشتوں اور تعلقات اور برادریوں کے چکر میں نہ پڑیں۔ اور اسی طرح خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں عہدیداروں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان افراد جماعت کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے (جیسا کہ میں نے پہلے کہا) جن پر اعتماد کرتے ہوئے بہترین عہدیدار منتخب کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے اور مالک کے مال کی نگرانی یہی ہے جو ہر فرد جماعت نے، جس کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے کرنی ہے۔

یہ سال جماعتی انتخابات کا سال ہے۔ بعض جگہوں سے بعض شکایات آتی ہیں، ہر جگہ سے تو نہیں، اس لئے میں اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ایسی جگہیں جہاں بھی ہیں، جو بھی ہیں اور جہاں یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہر کام دعا سے کریں اور دعائیں کرتے ہوئے اپنے عہدیدار منتخب کریں اور ہمیشہ دعاؤں سے آئندہ بھی اپنے عہدیداروں کی مدد کریں اور میری بھی مدد کریں۔ اللہ مجھے بھی آپ کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق دیتا رہے اور جو کام میرے سپرد ہے اس کو ادا کرنے کی احسن رنگ میں توفیق دیتا رہے۔

دوسری اہم بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ گھر کے سربراہ کی ہے۔ گھر کا سربراہ ہو یا بعض اوقات (جیسا کہ مَیں نے کہا) بعض خاندانوں نے بھی اپنے سربراہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے بچوں یا خاندان کی تربیت کی ذمہ داری ان کی ہے۔ ان کے اپنے عمل نیک ہونے چاہئیں۔ ان کی اپنی ترجیحات ایسی ہونی چاہئیں جو دین سے مطابقت رکھتی ہوں، نظام جماعت اور نظام خلافت سے گہری وابستگی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی طرف پوری توجہ اور کوشش ہو تبھی صحیح رنگ میں اپنے زیر اثر کی بھی تربیت کر سکیں گے۔ خود نمازوں کی طرف توجہ ہوگی تو بیوی بچوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلا سکیں گے۔ خود نظام جماعت کا احترام ہوگا تو اپنے بیوی بچوں کو اور خاندان کو نظام جماعت کا احترام سکھا سکیں گے۔ خود خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنے والے اور اس کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں گے تو اپنے بیوی بچوں اور اپنے زیر نگیں کو اس طرف توجہ دلا سکیں گے۔ پس خاندان کے سربراہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے، ورنہ یاد رکھیں کہ جزا سزا کا دن سامنے کھڑا ہوا ہے۔

پھر بیوی کو توجہ دلائی کہ خاوند کے گھر کی، اس کی عزت کی، اس کے مال کی اور اس کی اولاد کی صحیح نگرانی کرے۔ اس کا رہن سہن، رکھ رکھاؤ ایسا ہو کہ کسی کو اس کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ خاوند کا مال صحیح خرچ ہو۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے بلا وجہ مال لوٹاتی رہتی ہیں یا اپنے فیشنوں یا غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرتی ہیں ان سے پرہیز کریں۔ بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں ہو کہ انہیں جماعت سے وابستگی اور خلافت سے وابستگی کا احساس ہو۔ اپنی ذمہ داری کا احساس ہو۔ پڑھائی کا احساس ہو۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کا احساس ہو تاکہ خاوند کبھی یہ شکوہ نہ کرے کہ میری بیوی میری غیر حاضری میں (کیونکہ خاوند اکثر اوقات اپنے کاموں کے سلسلہ میں گھروں سے باہر رہتے ہیں) اپنی ذمہ داریاں صحیح ادا نہیں کر رہی۔ اور پھر یہی نہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خاوند کا شکوہ یا زیادہ سے زیادہ اگر سزا بھی دے گا تو یہ تو معمولی بات ہے۔ یہ تو سب یہاں دنیا میں ہو جائیں گی لیکن یاد رکھو تم جزا سزا کے دن بھی پوچھی جاؤ گی۔ اور پھر اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا سلوک ہونا ہے۔ اللہ ہر ایک پہ رحم فرمائے۔

اور پھر فرمایا مالک کے مال کی نگرانی کے بارے میں بھی ہر شخص پوچھا جائے گا۔ اس کی کچھ مثال تو میں نے پہلے دے دی ہے، ایک تو ظاہری طور پر جو کسی کی ذمہ داریاں ہیں اگر وہ ادا نہیں کر رہا تو مال کی نگرانی نہیں کر رہا۔ ہر پیشہ کا آدمی اگر اپنے پیشہ سے انصاف نہیں کر رہا تو اس کے سپرد حکومت کی طرف سے یا جماعت کی طرف سے یا معاشرے کی طرف سے جو ذمہ داری کی گئی ہے اس نے اس کی ادائیگی نہیں کی اور وہ جہاں دنیاوی قانون اور قواعد کے لحاظ سے اس دنیا میں محکمانہ طور پر اس کا جوابدہ ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہے۔ یا پھر روحانی نظام میں، جماعت کے نظام میں عہدیداران اور بڑے پیمانے پر امام تک بات پہنچتی ہے کہ جماعت کے افراد جو اللہ کا مال ہیں ان کی تربیت کی طرف توجہ نہ دے کر صحیح طرح نگرانی نہیں کی گئی۔

اگر دنیاوی حکومتیں بھی یہ سمجھیں، دنیا کی نظر سے اگر دیکھیں تو ان کو بھی یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جس مال کا بہترین مصرف بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پنی رعایا کو، ملک کی آبادی کو تمہارے سپرد کیا تھا، اان کی ذمہ داریاں نہ نبھا کر، ان کے حقوق ادا نہ کرکے، ان کے تعلیمی اور دوسرے ترقیاتی مسائل پر توجہ نہ دے کر جو مالک کل ہے اس کی طرف سے ودیعت کردہ ذمہ داری کا حق ادا نہیں کیا۔ اس لحاظ سے وہ بھی جوابدہ ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے احساس ذمہ داری کے ساتھ دعاؤں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ سب کو، ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس میں گو چار باتیں ہیں لیکن بنیادی اکائی سے لے کر، ایک عام آدمی سے لے کر امامت تک، ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے حساب کتاب سے بچنے کے لئے ایک خوفزدہ شخص کی مثال حدیث میں یوں دی گئی ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ نے مال اور اولاد عطا کی تھی۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارے لئے کیسا باپ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب سے بہتر باپ۔ اس نے کہا لیکن میں نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں چھوڑی اور جب میں اللہ کے حضور پیش ہوں گا تو مجھے عذاب دے گا۔ اس لئے دھیان سے سنو کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور جب میں کوئلہ بن جاؤں مجھے پیس دینا اور پھر اس طرح پیسنا کہ راکھ اتنی باریک ہو کہ جو ہلکی سی ہوا سے بھی اڑنے والی ہوتی ہے اور پھر کہا کہ جب شدید آندھی چلے تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا اور اس نے اس بات کا پختہ عہد لیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے رب کی قسم انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ نے اس راکھ کو، اس کو جو ہوا میں اڑائی گئی تھی کہا کہ تو ہو جا تو وہ مجسم شخص کی صورت میں کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راکھ کو اکٹھا کیا اور مجسم بنا دیا۔ پھر اللہ نے پوچھا اے میرے بندے! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا تھا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی اس پر رحم کرتے ہوئے کی۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الخوف من اللہ عزّ وجل)

پس یہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (البقرة:285) تو یہ اس کی ایک تصویر ہے۔ مرتے ہوئے کا خوف بھی اس کی بخشش کا سامان کر گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مالکیت کے ضمن میں فرماتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيْمًا۔ (النساء:101) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس اس شخص کو اللہ کا خوف تھا جس نے اس کو اپنی لاش کے ساتھ یہ سلوک کروانے پر مجبور کیا۔ لیکن مالک نے رحم فرماتے ہوئے اس کی بخشش کے سامان کر دیئے۔ لیکن ایک مومن بندے کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ایک مومن کو برائیوں میں نہیں بڑھاتا کہ اللہ تعالیٰ نے بخش دینا ہے جو مرضی کئے جاؤ۔ بلکہ یہ سلوک اسے اتنی مہربانی اور رحم کرنے والے خدا کی طرف جھکانے والا ہونا چاہئے۔ یہ سلوک اپنے گناہوں کی طرف نظر کرکے استغفار کی طرف توجہ دلاتا ہے، اس کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کیونکہ باوجود اللہ تعالیٰ کے اتنا رحم کرنے کے اللہ فرماتا ہے کہ بعض گناہ میں نہیں بخشوں گا اور فرمایا کہ شرک کا گناہ میں معاف نہیں کروں گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ربّ عزّ وجل کے حوالے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو مجھ سے دعا نہیں کرتا اور مجھ سے امید بھی وابستہ کرتا ہے۔ میں تیری بدیوں کے باوجود تجھے بخش دوں گا خواہ تو مجھے ایسے حال میں ملے کہ تیری بدیاں زمین کے برابر بھی ہوں تو میں تجھے اس کے برابر مغفرت کے ساتھ ملوں گا۔ اور اگر تیری خطائیں آسمان کی انتہا تک بھی پہنچ جائیں سوائے اس کے کہ تُو نے میرا کوئی شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ پھر اگر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں بخش دوں گا اور کچھ بھی پرواہ نہیں کروں گا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابو ذر غفاری)

پس شرک سے بچنا ضروری ہے۔ شرک کی بے شمار قسمیں ہیں۔ دوسرے یہاں فرمایا کہ میرے سے بخشش طلب کرو۔ پس دعاؤں کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ جزا سزا کے دن کا مالک ہے، اس کی مالکیت کی صفت کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ گناہوں پر اس لئے دلیر ہو جانا کہ اللہ تعالیٰ نے بخش ہی دینا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اس مالک سے بخشش مانگنے کے لئے ایک دعا سکھائی ہے جو جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے، یہ وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر لیٹتے تو یہ کہتے تھے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَ آوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَ سَقَانِیْ وَ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ وَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ، فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ، اَللّٰھُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِکَ کُلِّ شَیْءٍ وَاِلٰہَ کُلِّ شَیْءٍ وَلَکَ کُلُّ شَیْءٍ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔ یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو میرے لئے کافی ہے اور جس نے مجھے پناہ دی اور مجھے کھانا کھلایا اور مجھے پانی پلایا اور وہی ہے جس نے مجھ پر احسان کیا اور اپنے فضل سے نوازا اور وہی ہے جس نے مجھے بہت زیادہ عطا کیا اور ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے اللہ! ہر چیز کے رب، ہر چیز کے بادشاہ ہر چیز کے معبود اور ہر چیز تیرے ہی لئے ہے میں آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل ،مسند عبداللہ بن عمر الخطاب)

اللہ تعالیٰ نے جو یہ اتنے احسان کئے ہیں اگر آدمی یاد رکھے تو شرک کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر یہ دعا کہ تیرا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے میں تیرے آگے جھکنے والا رہوں اور تیری پناہ میں رہوں تا کہ آگ سے بچایا جاؤں۔ پس اللہ تعالیٰ کی بخشش کی مثالوں کے باوجود، جو میں نے پہلے بیان کی ہیں، آنحضرت ﷺ کا اپنے لئے دعا کرنا جن کے لئے یہ زمین اور آسمان پیدا کئے گئے تھے، جو اللہ تعالیٰ کے سلوک کا بھی سب سے زیادہ ادراک رکھتے تھے، آپ جن سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ پیار کرتا تھا اور آج تک کرتا ہے کیونکہ آپؐ کے وسیلے سے ہی خدا ملتا ہے اور آپ بھی سب سے زیادہ خدا کو پیار کرنے والے تھے، آپ کا یہ دعا کرنا کہ مجھے آگ کے عذاب سے بچا، یہ بتاتا ہے کہ حقیقی مومن اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بنتے ہوئے دعا کی طرف توجہ دیتا ہے اور بخشش عطا کرنے والی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ بخشش طلب کرو، یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس خدا کے در پر جانا ضروری ہے، اس کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے، تب ہی وہ صورتحال پیدا ہوگی جب 100 آدمیوں کے قاتل کے لئے گناہوں کی طرف والی زمین لمبی کر دی گئی، فاصلہ بڑھا دیا گیا اور نیکیوں کی طرف جانے والی زمین سکیڑ دی گئی۔ کیونکہ وہ اس کوشش میں لگ گیا تھا کہ اللہ سے بخشش طلب کرے۔ پس گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے بخشش طلب کرنا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرنا اس کی عبادت کرنا، آگ سے بچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو دعا کی بھی توفیق دے اور اپنی پناہ میں بھی رکھے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات ورلے آسمان پر اترتا ہے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے تا میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تا میں اسے عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا میں اسے بخشوں۔

(بخاری کتاب التہجد باب الدعا و الصلٰہ من آخر اللیل)

یہ بخاری میں درج ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہی ایک مسلم کی بھی روایت ہے، اس میں یہ ہے کہ ہر رات جب اس کا ابتدائی، تیسرا حصہ گزر جاتا ہے، دنیا کے آسمان پر اللہ تعالیٰ اترتا ہے اور کہتا ہے کہ ’’ اَنَا الْمَلِکُ اَنَا الْمَلِکُ ‘‘ یعنی میں اس کا حقیقی مالک ہوں، اور بادشاہ ہوں۔ جو بھی مجھ سے دعا کرے گا میں اس کے لئے اسے قبول کروں گا اور جو مجھ سے مانگے گا تو میں اسے دوں گا اور جو مغفرت طلب کرے گا میں اس کو بخش دوں گا اور وہ اسی طرح طلوع فجر تک رہتا ہے۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین و قصرھا باب الترغیب فی الدعاء)

دیکھیں جو زمین و آسمان کا مالک ہے وہ خود آواز دے رہا ہے، خود پکار رہا ہے کہ آؤ اور مجھ سے مانگو، مجھ سے لو، یہ جو میرے خزانے ہیں ان کو حاصل کرو، میں تم سب کو بھی دیتا رہوں تو میرے خزانوں میں کمی نہیں آتی۔ کسی بادشاہ کو تو اپنے خزانے میں کمی کا خوف ہو سکتا ہے لیکن مجھے نہیں۔ اللہ فرماتا ہے میرے خزانوں میں تو اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنی ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر اس سوئی کے ساتھ پانی کا قطرہ لگ جانے سے آتی ہے۔

ایک حدیث جس میں اللہ تعالیٰ نے بعض احکام کا بتایا ہے اور اپنے خزانوں کا ذکر کیا ہے، اس کا ذکر اس طرح ہے۔ حدیث قدسی ہے:۔ ’’حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کیا ہوا ہے اور اسے تمہارے درمیان حرام قرار دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی گمراہ ہے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا۔

پھر فرمایا اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی بھوکا ہے سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ دینے والا ہے۔ انسان ایک عاجز چیز ہے اس کو کسی بات پر فخر نہیں کرنا چاہئے۔ بڑے بڑے صنعتکار اور زمیندار بھی منٹوں میں دیوالیہ بن جاتے ہیں، تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ فرمایا میں ہوں جو تمہیں کھلاتا ہوں، پھر فرمایا اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی ننگا ہے سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ پھر فرمایا ’’اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام قسم کے گناہ بخشتا ہوں۔ پس تم مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا‘‘ پھر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی، پھر فرمایا ’’اے میرے بندو! اگر تم مجھے نقصان پہنچانا چاہو بھی تو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تم مجھے نفع پہنچانا بھی چاہو تو مجھے نفع نہیں پہنچا سکتے‘‘۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بالا ہے۔ ’’اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے جن و انس ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا سب سے زیادہ پرہیزگار شخص تو پھر بھی یہ بات میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ کر سکے گی‘‘۔ اگر سب نیک ہو جائیں تو نیکیاں میرے لئے نہیں ہیں۔ وہ نیکیاں تمہیں فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں۔ پھر فرمایا ’’اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے جن و انس، سب کے سب ایسے ہو جائیں جیسا تمہارا سب سے زیادہ بدکار شخص تو بھی یہ بات میری سلطنت میں سے کچھ کم نہ کر سکے گی‘‘۔ اگر بدیاں پھیل جاتی ہیں، میرے احکامات پر عمل نہیں کرتے، ان راستوں پر نہیں چلتے جن پر چلنے کا میں نے حکم دیا ہے تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق پڑے گا تو تمہیں پڑے گا۔ پھر فرمایا ’’اے میرے بندو! تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے جن و انس سب ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو جتنا مانگے دے دوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں ہوگی جتنی ایک سوئی کے سمندر میں ڈالنے سے ہوتی ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ کے پاس لامحدود خزانے ہیں۔ پس فرمایا! ’’اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لئے گن رکھوں گا۔ پھر تمہیں ان اعمال کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو کوئی بہتر بدلہ پاوے وہ اللہ کی تعریف کرے اور جو اس کے برخلاف پائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے‘‘۔

(مسلم کتاب البرّ والصلة و الآداب ۔باب تحریم الظالم)

نیکیاں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے گا۔ نہیں کرو گے تو سزا ملے گی پھر اس پر اپنے آپ کو ملامت کرو۔ پس جیسا کہ پہلی حدیثوں میں ذکر ہو چکا ہے، کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشتا ہے لیکن پھر بھی سزا پانے والوں کے متعلق فرمایا کہ اپنے آپ کو ملامت کرو کہ اس غفور رحیم کے، ایسے مالک کے، ہوتے ہوئے بھی اس کے دربار سے فیض نہیں پایا۔

اب میں بعض احادیث سے آنحضرت ﷺ کے اپنے نمونے، اللہ تعالیٰ کا صفت مالکیت کے تحت آپ پر جو اظہار تھا اور آپ کا اس صفت کا پرتَو بنتے ہوئے جو اظہار تھا، اس کا ذکر کرتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک شخص کو آپ کے سامنے لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ آپ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا۔ جب وہ قابو آ گیا تو بہت خوفزدہ تھا، بڑا ڈرا ہوا تھا کہ اب مجھے سزا ملے گی تو آنحضرت ﷺ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تو مت ڈر، تو مت ڈر۔ اگر تم ایسا کرنے کا ارادہ بھی کرتے تو تم مجھ پر مسلط نہ کئے جاتے۔ (الشفاء للقاضی عیاض، جز اوّل صفحہ 74-الباب الثانی ۔فصل و اما الحلم۔ دارالکتب العلمیة بیروت ۔طبع ثانیه 2007)

تو ایک تو آپؐ نے باوجود اس شخص پر مقدرت رکھتے ہوئے اپنے اللہ کی عفو کی صفت کا اظہار فرمایا اور اسے معاف کر دیا۔ اور دوسرے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر کامل یقین رکھتے ہوئے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے حملے سے محفوظ رکھے گا، اس کو یہ بتا دیا، کہ تم ارادہ بھی کرتے تو میں جو خدا کا سچا رسول ہوں اور سب سے پیارا نبی ہوں، جس نے میری حفاظت کی ذمہ داری لی ہوئی ہے، جس کی میں ملکیت ہوں، وہ خود ہی میری حفاظت کرے گا اور تمہیں یا تم جیسے کسی بھی اور کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گا، کبھی مسلط نہیں کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخرالزمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا‘‘۔ (البدر ۔جلد 4نمبر 31مورخہ 14ستمبر 1905ء صفحہ 2۔تفسیر حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلد 2صفحہ415)

پھر آنحضرت ﷺ ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں۔ طائف کے سفر پر آپ کو غنڈوں نے لہولہان کر دیا تھا۔ جب نڈھال ہو کر آپ ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے، جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مخالفین کے لئے حرکت میں آ چکی تھی۔ اس وقت جبریل علیہ السلام اور آپ کے درمیان کیا باتیں ہوئیں۔ لکھا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا آپ کی قوم نے انکار کر دیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ

نے آپ کی قوم کے آپ کے بارے میں تبصرے اور ان کا آپ کو جواب سن لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ملک الجبال کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپؐ اس کو اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ چنانچہ ملک الجبال نے آپؐ کو مخاطب کیا، آپ کو سلام کیا اور کہا مجھے اپنی قوم کے بارے میں جو چاہے حکم دیں۔ اگر آپ پسند کریں تو میں ان کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔ نبی ﷺ نے ملک الجبال کو مخاطب کر کے فرمایا: نہیں بلکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی نسل پیدا کرے جو خدائے واحد کی عبادت کرتے اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ قرار دیتے ہوں۔(الشفاء للقاضی عیاض، جز اوّل صفحہ 184 الباب الثانی ۔فصل و اما الشفقة ۔مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۔طبع ثانیہ 2007ء)

پس آپؐ کا اسوہ یہ تھا کہ کامل قدرت کے باوجود سزا سے مخالف کو بچا رہے ہیں۔ یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مالکیت یوم الدین آج ان لوگوں کے لئے اس دنیا میں ہی سزا کا اظہار کر سکتی ہے۔لیکن اس کی جو عفو کی صفت ہے وہ بھی اس مالکیت کے تحت ہی ہے اور آپ اس کا پرتو ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے تو آخری فتح یقیناً میری ہے۔اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا اور اس یقین اور عفو کی صفت کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ اے مَلک جسے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے ذریعہ جزا سزا کے لئے مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئی بستیاں ایسی ہیں جو نافرمان تھیں جن کو اس طرح تباہ کر دیا گیا کہ ان کو پہاڑوں کے ذریعہ سے زمین میں دفن کر دیا گیا۔لیکن پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے زندگی بخشنے کا ذریعہ بھی تو بنایا ہوا ہے۔اس لئے مجھے امید ہے کہ جو روحانیت کی بارش اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے نازل فرما رہا ہے اور جو فیض کے چشمے مجھ سے جاری ہوں گے اور ہو رہے ہیں وہ ان کی اصلاح اور زندگی کا باعث بن جائیں گے اور یہ لوگ یا ان کی نسلیں روحانیت کی لہلہاتی فصلیں بن جائیں گی۔ اور دنیا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے کی بات کو پورا فرمایا اور چند سال میں وہ سب آپؐ کے دامن میں آ گئے۔ جو آپ کے خون کے پیاسے تھے آپکی خاطر خون بہانے لگے۔ پس مالک کے آپ ﷺ کے ساتھ سلوک کے یہ نظارے ہیں۔

اِس زمانے میں آپ کے عاشق صادق کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمائے ہوئے ہیں جن میں سے کئی ہم نے پورے ہوتے دیکھے بلکہ بار بار پورے ہوتے دیکھے اور دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی دیکھیں گے۔ وہ مالک الملک ہے۔ وہ آج آنحضرت ﷺ کے فیض کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں پھیلا رہا ہے اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ پھیلے گا اور پھلے گا اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی غالب فرمائے گا۔ آپؑ کو الہام ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک ملکِ عظیم دیا جائے گا..... اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے۔

(تذکرہ صفحہ 148 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس یہ خدا کا وعدہ ہے۔ یہ ملکِ عظیم دنیا کی حکومتیں نہیں ہیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرورت تھی بلکہ روحانی بادشاہت ہے۔ روحانی بادشاہت کے قیام کے لئے یہ تمام دنیا آپ کو دی جائے گی۔ وہ ملک دیا جائے گا جس کی حدیں کسی ملک کی جغرافیائی حدود تک نہیں بلکہ کل دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور وہ روحانی خزائن جو آپ کو دیئے گئے وہ تقسیم ہو رہے ہیں، آج دنیا میں ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔ پس یہ سچے وعدوں والا خدا ہے جو ہر روز ہمیں اس عظیم ملک کی فتح کی طرف لے جا رہا ہے اور اس کے نشان دکھا رہا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک اور الہام ہوا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ جلّشانہٗ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا‘‘ اور مجھے اس نے فرمایا کہ ’’میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 8 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

فرمایا ’’یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہوں گے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہو گی۔ پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھا‘‘۔(تذکرہ صفحہ 8 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الہامات کے ذریعہ سے، کشوف کے ذریعہ سے، رؤیا کے ذریعہ سے، جو سلوک تھا ان میں سے ایک کشفی نظارے کا یہاں میں ذکر کرتا ہوں جس کو آپؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے نے بھی محسوس کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضاء وقدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں۔‘‘ حضرت مسیح موعودؑ نے قضاء وقدر کے احکام اپنے ہاتھ سے لکھے ’’کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جلّشانہ کے سامنے پیش کیا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’(یادرکھنا چاہئے کہ مکاشفات رؤیا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آجاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے‘‘۔) یعنی جو صاحب کشف ہیں ان کو اس کی حقیقت پتہ ہے (’’جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کرسکتا)‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیّلہ (یعنی سوچنے کی جو قوت تھی) کے آگے ایسی دکھائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے۔ اس ذات بے چون و بے چگون کے آگے (جو بے مثل ہے، لاثانی ہے، جس کی کوئی مثال نہیں) وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا، اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرہ سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آ گئی۔ اسی طرح اور کئی مکاشفات جن کا لکھنا موجب تطویل ہے مشاہدہ کیا گیا ہے‘‘۔(تذکرہ صفحہ 100-102 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

تو یہ کشف کہ اللہ تعالیٰ نے جب دستخط کئے تو پین کو چھڑکا، جو سیاہی چھڑکی تو وہ ظاہری طور پر بھی سامنے نظر آ گئی۔ حضورؑ کے کپڑوں پر پڑی۔ دیوار پر پڑی اور ان کی ٹوپی پر پڑی۔ حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب بھی اس کا ذکر کرتے ہیں کہ ’’اس طرح ہوا اور کہتے ہیں میں اس وقت پاؤں دبا رہا تھا میں نے محسوس کیا کہ پاؤں پر بھی ایک قطرہ پڑا ہوا ہے تو اس وقت کہتے ہیں کہ 27 رمضان تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ آخری عشرہ تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ یہ میں سوچ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاؤں میں دبا رہا ہوں۔ مبارک ہستی ہے، مبارک مہینہ ہے، مبارک دن ہے تو اللہ تعالیٰ کوئی نشان دکھائے تو اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن میں لرزہ طاری ہوا ہے پھر آنکھوں سے آنسو بھی نکل رہے تھے اور اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی چیز آ گری ہے جیسے چھینٹے پڑے ہیں۔ جہاں پاؤں دبا رہا تھا اس کے قریب ایک چھینٹا پڑا تھا، میں نے انگلی لگائی کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو شاید اس میں خوشبو بھی ہو لیکن اس میں بہر حال خوشبو کوئی نہیں تھی لیکن وہ سیاہی پھیل گئی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اٹھے اور مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ کے میں نے کہا کہ یہ قمیص جس پر چھینٹے پڑے ہیں مجھے دے دیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں مانے لیکن بڑے وعدہ کے بعد اس بات پہ مانے کہ یہ قمیص میں تمہیں دیتا ہوں جس پر چھینٹے پڑے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا دیکھو تمہارے اوپر تو نہیں چھینٹے پڑے تو اور کہیں نہیں تھے۔ ان کی سفید ٹوپی پر ایک چھینٹا یا دو چھینٹے پڑے ہوئے تھے۔ تو بہر حال اس شرط پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی قمیص دی کہ کہیں بدعت نہ بن جائے، شرک کا موجب نہ بن جائے اس لئے یہ تمہارے ساتھ ہی دفن ہو جائے گی۔ ورثاء میں نہیں جائے گی۔ تو یہ نشان تھا۔ حضرت عبداللہ سنوری یہ ساری باتیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ ہے سچی عینی شہادت۔ اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن کی وعید کافی ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت، لعنت، لعنت۔ مجھ پر خدا کا غضب، غضب، غضب‘‘۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 100-102 حاشیہ ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

تو یہ آپؑ کے اس واقعے کی سچی گواہی تھی کہ دوسرے جو ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کو بھی اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا۔ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ہر روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور ہم ان کو دیکھ رہے ہیں، آئندہ بھی ہمیں دکھاتا رہے۔ اور وہ وعدے بھی جو ابھی تک پورے نہیں ہوئے یا وہ نشان جو ابھی تک پورے نہیں ہوئے یا ہونے ہیں ان کو بھی ہمیں اپنی زندگی میں دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم بھی اس مالک کے آگے ہمیشہ جھکے رہنے والے ہوں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: اسلامی اور مسیحی جنگوں کا مقابلہ از صفحہ 4

كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (التوبة:3)

4۔اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْآ اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (التوبة:4)

5۔فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التوبة:5)

6۔وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (التوبة:6)

7۔كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (التوبة:7)

8۔كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً۔يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ (التوبة:8)

9۔اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ۔اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (التوبة:9)

10۔لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً۔وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ (التوبة:10)

11۔فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ۔وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (التوبة:11)

12۔وَاِنْ نَّكَثُوْآ اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْآ اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (التوبة:12)

13۔اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْآ اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (التوبة:13)

ترجمہ: (1) جن مشرکوں کے ساتھ تم نے صلح کا عہد و پیمان کر رکھا تھا۔اب اللہ اور رسول کی طرف سے ان کو صاف جواب ہے۔

(2) تو اے مشرکو امن کے چار مہینے (ذی قعد۔ذی الحج۔محرم۔(رجب) ملک میں چلو اور جانے رہو کہ تم اللہ کو (کسی طرح بھی) عاجز نہیں کر سکو گے۔ اور آخر کار اللہ کافروں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے دنیا میں رسوا کرنیوالا ہے

(3) اور حج اکبر کے دن اللہ اور اسکے رسول سے لوگوں کو (آگاہ کرنیکے لیے عام) منادی کی جاتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان مشرکوں سے دستبردار ہیں۔پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔اور اگر (اب بھی خدا اور اس کے رسول سے) پھرے رہو۔تو جان رکھو کہ تم اللہ کو کسی طرح بھی ہرا نہیں سکو گے۔اور کافروں کو عذاب دردناک کی خوشخبری سناؤ۔

(4) ہاں ان مشرکین سے جن کے ساتھ تم نے صلح کا عہد کیا تھا۔پھر انہوں نے (ایفائے عہد میں) تمہارے ساتھ کسی قسم کی کمی نہیں کی۔اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی (وہ لوگ مستثنٰی ہیں)۔تو ان کے ساتھ جو عہد و پیمان ہے اسے اس مدت تک جو اُن سے ٹھہرا رکھا ہے پورا کرو کیونکہ اللہ ان لوگوں کو (جو بدعہدی سے بچتے ہیں) دوست رکھتا ہے۔

(5) پھر جب امن کے ماہ نکل جائیں ۔تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کو گرفتار کرو اور ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی ان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرو کیونکہ) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(6) اور مشرکین میں سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ (وہ اطمینان سے) کلام خدا کو سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔یہ (رعایت ان لوگوں کے حق میں) اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ (اسلام کی حقیقت سے) واقف نہیں۔

(7) اللہ کے نزیک اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکوں کا عہد کیونکر (معتبر) ہو (کہ انہوں نے عہد شکنی کر کے اپنی بے اعتباری کر لی) مگر جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے قریب (صلح کا) عہد کیا تھا اور انہوں نے اب تک اس کو نہیں توڑا تو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں تم بھی سیدھے رہو۔کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو (بدعہدی سے) بچتے ہیں دوست رکھتا ہے۔

(8) کیسے (معتبر ہو سکتا ہے مشرکین کا عہد) ان کا حال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم پر غلبہ پا جائیں تو تمہار ے بارہ میں نہ قرابت کا پاس ملحوظ رکھیں گے اور نہ عہد و پیمان کا۔زبانی باتوں سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے ہیں۔اور ان میں اکثر ایسے ہیں جو عہد کو توڑتے ہیں۔

(9) یہ لوگ (دنیا کے لالچ میں آکر) خدا کی آیتوں کے بدلے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر کے لوگوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگے۔کیا ہی بُری حرکتیں ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

(10) کسی مسلمان کے بارہ میں نہ تو قرابت کا پاس ملحوظ رکھتے ہیں نہ عہد و پیمان کا اور یہی لوگ برسر زیادتی ہیں۔

(11) پھر (اے مسلمانو!) اگر یہ لوگ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور جو لوگ سمجھدار ہیں ان کے لئے ہم اپنی آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔

(12) اور اگر یہ لوگ (عہد کے بعد) اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے پیشواؤں کی قسمیں کچھ بھی اعتبار کے قابل نہیں ۔ان سے خوب لڑو۔تا کہ یہ لوگ (اپنی شرارتوں سے) باز آجاویں۔

(13) (اے مسلمانو!) تم ان لوگوں سے (دل کھول کر) کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا اور تمہارے ساتھ جنگ کرنے میں ابتدا بھی انہوں نے ہی کی ۔کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو۔پس اگر تم ایمان رکھتے ہو تو ان سے کہیں بڑھ کر خدا حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

ان آیات کے صحیح مفہوم اور معانی سمجھنے کے لئے ان کی شان نزول کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو دکھ دینے اور اسلام کی ترقی کو روکنے کے جرموں کا ارتکاب نہ صرف اہل مکہ ہی نے کیا تھا بلکہ تمام عرب کے بت پرست اس میں متفق ہو کر شریک تھے۔شروع شروع میں حضور سرور کائنات ﷺ ان لوگوں کو اسلام کی تبلیغ فرماتے تھے جو مکہ کے حج کے لئے عرب کے تمام اطراف سے جمع ہوتے تھے۔ اس ذریعہ سے عرب کی تمام قوموں کو اسلام کی خبر تو پہنچ گئی لیکن ان کے دلوں میں بت پرستی نے ایسا گھر کیا ہوا تھا کہ بجائے اس کے کہ وہ اسلام کی طرف کچھ توجہ کرتے انہوں نے اسلام کے ساتھ نہایت دشمنی کا پہلو اختیار کر لیا۔قریش کے ہاتھ میں کعبہ کی حفاظت اور انتظام تھا۔وہ آتے جاتے لوگوں کو دین اسلام کے برخلاف جوش دلاتے رہتے تھے۔ ان کا رسوخ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ان کی دشمنی کے ڈر کے مارے کوئی قوم اسلام کی مدد کرنا تو ایک طرف رہا، مخالفت کرنے سے بھی خاموش نہ رہ سکتی تھی۔اس لئے اگر کسی قوم میں سے کسی شخص کے دل میں اسلام کی صداقت پر ایمان بھی پیدا ہو جاتا تو بھی کھلے طور پر اظہار کرنا نہایت مشکل تھا۔ اور اگر کوئی اپنے اسلام لانے کا علانیہ طور پر اظہار کر بھی دیتا تو اس پر وہی بلائیں نازل ہوتیں جو مسلمانان مکہ پر نازل ہو رہی تھیں۔پس اس طرح عرب کی تمام بت پرست قومیں جو مکہ میں ہر سال مکہ میں جمع ہوا کرتی تھیں لازمی طور پر اسلام کی دشمن ہوتی گئیں ۔جب اسلام کی طاقت بڑھنی شروع ہوئی اور کفار شکست پر شکست کھا کر پستے گئے تو عرب کی بت پرست قوموں میں سے ان کے ہمدرد اور معاون نکل نکل کر مسلمانوں کے ساتھ صلح کے معاہدے کرتے رہے ۔یہ معاہدے اکثر معین اوقات کے لیے ہوتے تھے ۔لیکن کفار کچھ ایسے اندھے ہو گئے تھے کہ اپنے ان صلح ناموں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے جہاں کہیں موقع پاتے مسلمانوں کو ستانے سے باز نہ آتے ۔چنانچہ جنگ تبوک میں جب آنحضرت ﷺ کو تمام اصحاب کی جماعت لے کر جانا پڑا تھا تو اس وقت بھی کفار نے مسلمانوں سے عہد شکنی کر کے ان کو دکھ دیے۔چنانچہ قرآن شریف میں کفار کی اس بار بار کی عہد شکنی کو صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جیسے سورہ انفال آیت نمبر 57 میں ان بت پرست قوموں کا حال بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (الانفال:57) ترجمہ۔(اے پیغمبر) وہ لوگ جن سے تم نے (صلح کا) عہد و پیمان کیا پھر اپنے عہد کو ہر با توڑتے ہیں اور وہ (بدعہدی سے) نہیں ڈرتے۔اور وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (سورة الانفال آیت59)۔ترجمہ اگر تم کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو تو مساوات کو ملحوظ نظر رکھ کر (ان کے عہد کو اُٹھا) ان ہی کی طرف پھینک مارو۔کیونکہ اللہ دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

لیکن آنحضرت ﷺ کو واضح طور پر حکم دیا گیا کہ اگر کفار مسلمانوں سے صلح کے خواستگار ہوں اور اس پر قائم رہنے کا وعدہ کریں تو صلح کر لیں۔چنانچہ آیات ذیل اس بات کی شاہد ہیں۔وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔وَاِنْ يُّرِيْدُوْآ اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ (الانفال:62-63) ترجمہ۔لیکن (اے پیغمبر) اگر (کافر) صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اسی کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ وہی سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے ۔اور اگر ان کا ارادہ تم سے دغا کرنے کا بھی ہو گا تاہم کچھ پرواہ نہ کر کیونکہ اللہ تم کو کافی ہے۔

اور اسی امر پر پہلی آیتوں میں یہی تاکید درج ہے چنانچہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۔ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:20)۔ترجمہ۔(اے اہل مکہ) تم جو فیصلہ مانگتے تھے (کہ جو برسر حق ہے اس کی فتح ہو) تو (لو) فیصلہ بھی تمہارے سامنے آموجود ہوا ہے اور اگر آئندہ کے لئے باز رہو گے تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔اور اگر تم پھر جنگ شروع کر دو گے تو پھر ہم بھی رجوع کر آئیں گے۔اور تمہارا جتھہ کتنا ہی بہت کیوں نہ ہو کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا کیونکہ خدا مومنوں کے ساتھ ہے۔

جو حالات اوپر مذکور ہوئے ہیں وہی سورہ توبہ کی شان نزول ہے۔ یہ لوگ جو آئے دن عہد و پیمان قائم کرتے اور توڑتے اور مسلمانوں کو ستانے اور دکھ دینے سے باز نہ آتے تھے ان کے لئے آخری فیصلہ یہی تھا کہ براءۃ کا اعلان کر دیا جائے ۔جب کفار اور بت پرست اقوام عرب کو جو مکہ کی زیارت کے لئے جمع ہوئے تھے اس سورۃ کی پہلی آیات (جیسا کہ احادیث میں درج ہے) سنائی گئیں تو ان لوگوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کے رسولوں اور ایلچیوں کو کہا کہ ان (آنحضرت ﷺ) کو کہہ دو کہ ہم نے جو عہد و پیمان تم سے کئے ہوئے تھے ان کو توڑ دیا ہے ۔اور اب نیزوں اور تلواروں کے سوا کوئی معاہدہ ہمارے اور تمہارے درمیان نہیں رہا۔

اس کے بعد ہر ایک آیت کو علیحدہ علیحدہ لے کر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ **اس سورۂ شریف میں قرآن مجید نے دین اسلام پھیلانے کے لئے لوگوں کو دکھ اور گزند پہنچانا اور جبر کرنا کہیں جائز نہیں رکھا۔**

پہلی آیت کے الفاظ سے صریح طور پر پایا جاتا ہے کہ براءۃ انہیں مشرک لوگوں سے ہوئی ہے جو مسلمانوں سے عہد و پیمان صلح کا کر چکے تھے اس لئے جو احکام اس سے بعد کی آیتوں میں ہیں وہ اس کے تابع ہیں اور انہیں بت پرستوں کے بارے میں ہیں جن

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ 6214750 6214760

اقصیٰ روڈ 6212515 6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

کے ساتھ براءۃ کا اعلان کیا گیا۔ ساری دنیا تو درکنار ان کے سوا جو دوسرے بت پرست تھے وہ بھی ان احکام میں شامل نہیں کئے گئے۔

دوسری آیت میں بت پرستوں کو کہا گیا ہے کہ ’’تم خدا کو ہرا نہیں سکوگے‘‘۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کفار کا منشاء کیا تھا۔ وہ مسلمانوں سے کوئی دکھ اٹھا کر ان کے مظالم کو روکنے کے لئے جنگ نہیں کرتے تھے بلکہ لڑنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کی طاقت کو کمزور اور تباہ کر دیں اور انہیں مغلوب کر کے اپنا مطیع اور منقاد بنا لیں تاکہ اسلام کی ترقی رُک جائے۔

تیسری آیت دو مدعاؤں پر دلالت کرتی ہے۔ ایک تو یہ امر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعلان تمام کفار دنیا کے لئے نہیں تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے لیے تھا جو اس حج اکبر کے دن پر مکہ میں جمع ہوئے تھے۔ یعنی صرف انہیں عرب بت پرستوں کے بارے میں یہ اعلان تھا کہ جو مسلمانوں سے دشمنی رکھتے تھے۔ اور دوسرا امر جو اس تیسری آیت سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ اس جنگ میں جو ان کفار کے ساتھ ہوا تھا حملہ آوری کی ابتدا کے الزام سے آنحضرت ﷺ بری ہیں۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہیں۔ یعنی ان کا کوئی الزام آپ پر قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ پہل آپ کی طرف سے نہیں۔

چوتھی آیت شریفہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جنگ کا اعلان تمام عہد کرنے والے بت پرستوں کے ساتھ بھی نہیں کیا گیا بلکہ وہ قومیں جو لڑائیوں اور عداوتوں کے بعد مسلمانوں سے صلح کا عہد و پیمان کر کے اس پر قائم تھیں اس اعلان کے اثر سے بالکل علیحدہ تھیں۔ جنگ تو صرف اُن قوموں کے ساتھ مقصود تھی جو مسلمانوں سے عہد و پیمان کر کے اس کو توڑتے رہتے یا ان لوگوں کے ساتھ جو خفیہ طور پر ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے امداد کرتے رہتے تھے۔

پانچویں آیت یہ بات عیاں کرتی ہے کہ اگر یہ کفار اسلام قبول کر لیں تو ان کے سب ظلم معاف کر دیئے جائیں۔ ان کافر قوموں نے مسلمانوں پر ظلموں اور تعدیوں کا اندھیر مچا رکھا تھا۔ لیکن باوجود اس کے مسلمانوں کو یہی حکم دیا جاتا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان پر رحم کریں اور انہیں معاف کر دیں۔ عیسائیوں کی طرح لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے اذیتیں پہنچانے کا حکم نہ تھا بلکہ یہاں تو مذہب کے لئے عفو اور رفق اور تالیف کا حکم ہے۔ سخت دشمنوں اور سخت ترین دشمنوں کو معاف کرنے کا اصول بھی دنیا میں اسلام نے ہی جاری کیا۔ اسلامی وحدت ایک سلسلہ اخوت قائم کرتی ہے۔ اور جب ایک دوسرے کا بھائی ہو جاتا ہے تو پھر عداوت اور بغض سب قدرتاً معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ تم بھی تخلّق باخلاق اللہ کرو۔ یعنی جیسے وہ بخشنے والا اور مہربان ہے ایسے ہی اگر یہ کافر تمام شرارتوں سے توبہ کریں اور دین اسلام اختیار کریں جس سے ان کی آئندہ شرارتوں کا خطرہ بکلی مفقود ہو جاوے تو تمہیں بھی ان کی پہلی شرارتوں کا بدلہ لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جیسے خدا تعالیٰ ایک بڑے گنہگار کو جب وہ سچے دل سے توبہ کرے بخش دیتا ہے اور اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اسی طرح تم بھی کافروں کو جب وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں معاف کر دو۔

چھٹی آیت پہلے سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ اس خیال باطل کا قلع قمع کرتی ہے کہ مسلمان کافروں کے ساتھ اس لئے جنگ کر رہے تھے کہ بہ جبر ان کو دین اسلام میں داخل کریں۔ اس آیت شریفہ میں یہ مذکور ہے کہ جب کوئی مشرک ان لوگوں میں سے جن کے ساتھ تمہاری جنگ ہو رہی ہے تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو۔ اور دین اسلام کی اسے تبلیغ کرو۔ پھر جب اسے دین اسلام کی خوبیاں سمجھا دی جاویں تو اس پر کسی قسم کا جبر مت کرو بلکہ اس کو اس کی امن کی جگہ میں پہنچا دو۔

اب اگر اسلام میں یہ حکم ہوتا جو اس کے دشمن اس پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ جو مشرک اسلام قبول نہ کرے اس کو قتل کر دیا جاوے تو اس موقع پر یہ حکم ہونا چاہئے تھا کہ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے کہو کہ دین اسلام قبول کرو اور اگر وہ قبول نہ کرے تو اسے اسی وقت قتل کر ڈالو۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اس آخر زمانہ کی وحی میں بھی وہی حکم ہے جو ابتدائی زمانہ کی وحی میں تھا کہ دین اسلام میں کسی قسم کا جبر نہیں بلکہ ہدایت اور گمراہی کی راہیں اب الگ الگ ہوگئی ہیں۔ یہاں بھی یہی کہا کہ دین اسلام کی تبلیغ کے بعد مشرک کو اپنی جائے امن میں پہنچا دو۔ قرآن شریف کے حکم اور آنحضرت ﷺ کے عمل سے صاف طور پر یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ لَااِکْرَاہَ فِی الدِّیْن (یعنی دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں) کے اصول کی تبلیغ ہر زمانہ میں اسلام میں ہوتی رہی اور یہ تعلیم کبھی منسوخ نہیں ہوئی جو وحی آخری زمانہ میں ہوئی وہ بھی اسی کی تصدیق اور تائید کر کے اس کو مستند کرتی ہے۔

ساتویں آیت میں یہ بیان ہے کہ کفار کا مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیمان صلح کا کرنا اب ممکن ہی نہیں۔

اور اس کے وجوہ آٹھویں آیت میں درج ہیں جس میں اسی سوال کا اعادہ کیا گیا ہے جو پہلی آیت میں لکھا گیا ہے۔ کفار مسلمانوں کے ساتھ صلح کا عہد و پیمان کر کے مسلمانوں کے کسی قصور کے باعث اس سے انحراف نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ جب وہ مسلمانوں سے عداوت پر اُتر آتے تو اس وقت خون اور عہد کے تعلقات کو بالائے طاق رکھ دیتے۔ وہ تو مسلمانوں کے ساتھ مخلصانہ طور پر عہد کرنے کے دلی طور پر مخالف تھے۔ انکی منشاء یہ ہوتی تھی کہ مسلمانوں کو باتیں کر کے غافل کر چھوڑیں۔ یہی وجہ تھی کہ بار بار وہ عہد کرتے اور بار بار اپنے عہدوں کو توڑتے رہتے تھے۔ جب کبھی ان کی شرارتوں کی سزا دینے کے لئے مسلمان آمادہ ہوتے تو وہ آ کر صلح کا پیمان کر لیتے۔ اور جب وہ دیکھتے کہ مسلمان اب کسی اور طرف متوجہ ہیں تو وہ اپنے عہد و پیمان اور تعلقات خون سے بالکل بے لحاظ ہو کر مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیتے۔

نویں آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کفار صرف اتنی بات میں ہی راضی نہ تھے کہ وہ اپنے ہی دین کی رسوم کو آزادی سے ادا کر سکیں۔ بلکہ ان کی خوشی اس میں تھی کہ مسلمانوں کو اسلام ترک کرنے پر مجبور کریں۔ وہ اس لئے نہیں لڑتے تھے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان پر اسلام قبول کرنے کے لئے کوئی کسی طرح کا جبر ہوتا تھا بلکہ وہ اس لئے لڑتے تھے کہ وہ مسلمانوں کو اسلام ترک کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ نہ اس لئے کہ بت پرستی سے انہیں کوئی جبراً روکتا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتے تھے کہ دوسرے لوگ بت پرستی کو چھوڑیں۔ جیسا کہ آیت شریفہ سے پایا جاتا ہے ان کی اصلی غرض یہ تھی کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکیں۔ دسویں آیت اسی بات کو دوبارہ بیان کرتی ہے کہ جب کوئی مسلمان کفار کے ہاتھ آ جاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں اور صلح ناموں اور خون کے تعلقات کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

گیارہویں آیت میں مسلمانوں کو دوبارہ اس بات کا تاکیدی حکم ہے کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ان سے لڑائی بند کر دو اور ان کی گزشتہ غلطیوں کو معاف کر دو۔

بارہویں آیت میں اس بات کی تصریح ہے کہ اگر کوئی قوم عہد صلح کرنے کے بعد پھر عہد شکنی کرے تو ان کے پیشواؤں سے لڑائی کرو۔

تیرہویں آیت میں مشرکین عرب کے ان تین خاص جرموں کا ذکر ہے جن کے لئے مسلمانوں کو لڑنے کا حکم دیا گیا۔ وہ تین جرائم یہ ہیں۔

(1) رسولِ خدا اور ان کے اصحاب کو ملک سے نکالنے کے منصوبے بنانا۔

(2) مسلمانوں پر حملہ کرنے میں ابتدا کرنا۔

(3) جو معاہدہ صلح وہ قائم کر چکے ہیں اس کی خلاف ورزی کرنا اور مسلمانوں کو از سر نو دُکھ دینا شروع کر دینا۔

مفصّلہ بالا امور سے یہ بات اچھی طرح عیاں ہو رہی ہے کہ **قرآن کریم میں کہیں یہ حکم نہیں کہ غیر مسلمان اقوام کو مذہب کی خاطر دُکھ دیں۔ نہ اُس کی کہیں تاکید ہے اور نہ جواز ہے۔** چونکہ عرب کے بت پرستوں نے محض اس لئے کہ مسلمانوں کو بالکل تباہ کر دیں اور اُن کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیں اُن سے جنگ شروع کی۔ اس لئے یہ ایک صحیح اور قدرتی امر تھا کہ انہیں تلوار سے ہی سزا دی جاتی۔

آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے پاک عملی نمونے

آنحضرت ﷺ کی ساری زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ثابت ہوتا جس سے یہ پایا جائے کہ آپ نے اسلام پھیلانے کے لئے کسی وقت تلوار اُٹھائی اور جبر جائز رکھا ہو۔

اور قرآن شریف میں کہیں بھی ایسا حکم صراحت یا کنایت سے موجود نہیں کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ اسلام پھیلانے کے لئے جبر اور تلوار سے کام لو۔ کوئی متنفس دنیا میں یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی قوم پر بہ جبر اسلام منوانے کے لئے چڑھائی کی ہو۔ ہمیں اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ ہجرت مقدسہ سے چھ سال بعد آپ نے مختلف سلاطین کے نام خطوط لکھے۔ لیکن ایک بھی ایسا خط نظر نہیں آتا جس میں کسی بادشاہ کو اس بات کی دھمکی ہی دی گئی ہو کہ اگر اسلام قبول نہیں کرو گے تو تم پر فوج کشی کی جائے گی۔ ان خطوط میں سے ایک تو اصل ہی مل گیا ہے جس کا عکس کسی گذشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے اس خط کو دیکھنے سے قطعی فیصلہ اس امر کا ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کفار بادشاہوں کو صرف اسلام پیش کیا تھا نہ اسلام یا بصورت انکار تلوار۔ معتبر اور صحیح روایات سے ثابت ہے کہ اسی مضمون کے مراسلات دوسرے بادشاہوں کو لکھے گئے تھے۔

پادری لوگوں نے دنیا کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے بڑا شور مچایا ہوا ہے کہ سورہ توبہ کی پہلی 9 آیتوں میں مسلمانوں کو بہت سخت تاکیدی حکم ہے کہ ہمیشہ اسلام پھیلانے کے لئے تعدّی اور جبر کرتے رہیں۔ لیکن یہ کیسی مضبوط اور زبردست بات ہے اور عیسائی نکتہ چینیوں کے لئے نہایت شرم کا موجب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان آیات کے نزول کے بعد کوئی جنگ کیا ہی نہیں۔ جتنے جنگ ہوئے وہ ان سے پہلے ہو گزرے تھے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سورۃ کی کسی آیت کے یہ معنے سمجھتے کہ اُس میں خدا نے حکم کیا ہے کہ کفار کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے اُن سے جنگ کرنا چاہئے تو اُن سے بڑھ کر اسلام کی اشاعت کا چاہنے والا اور ذمہ دار کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو یہ حکم سنتے ہی اپنی افواج کو تمام اطراف میں لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے بھیج دیتے۔ **لیکن باوجودیکہ آپؐ سورۃ توبہ کے نزول اور اس کے موقع حج پر اعلان کے بعد سال بھر سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے لیکن ایک بھی لڑائی آپؐ نے نہ کی۔ کیا اس سے اس امر کا کافی ثبوت نہیں ملتا کہ آنحضرت ﷺ خود ان آیات کے کیا معنے سمجھتے تھے۔ جو معنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عملی زندگی سے ثابت ہیں اُن سے کفار کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرنے کا کسی نوع سے بھی جواز ثابت نہیں۔**

پھر زمانۂ نبوت کے بعد حضرات خلفائے راشدین کی سوانح پر جب ہم غور کرتے ہیں تو کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے کسی قوم کو مجبوراً مسلمان کرنے کے لئے فوج کشی کی ہو۔ اور نہ یہ بات ہی ثابت ہوتی ہے کہ کسی قوم کو کسی حال میں تبدیل مذہب پر مجبور کیا ہو۔ جو لڑائیاں انہوں نے کیں مجبوراً کیں۔ رومیوں اور ایرانیوں کے حملوں نے ان کی ضرورت پیدا کی تھی۔ ان حملوں کی وجہ یہ تھی کہ رومی اور ایرانی سلطنتوں کے گرد و نواح کے لوگوں نے دین اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ بات ان سلطنتوں میں رہنے والوں کو ناگوار گزرتی تھی۔ اس طرح جھنجلا کر یہ لوگ اسلام کی ترقی کو روکنے اور مسلمانوں کو دُکھ دینے کی نیت سے حملے کرتے اور مسلمانوں کو اپنی حفاظت کی

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ضرورت آخر جنگوں پر مجبور کرتی ۔اگر مسلمانوں کا ان ممالک کو فتح کرنا اس نیت سے ہوتا کہ ان لوگوں کو بہ جبر مسلمان کیا جائے تو کامل فتح کر لینے کے بعد غیر مسلم قوموں کو پوری مذہبی آزادی دینے کا کیا مطلب ہوسکتا تھا۔

اور یہ بات مسلّم ہے کہ جن جن ملکوں کو مسلمانوں نے فتح کر کے اپنے قبضہ میں کیا وہاں انہوں نے ہر ایک مفتوح قوم کو کامل مذہبی آزادی عطا کر رکھی تھی اور یہ مسلّم حقیقت ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے مذہبی آزادی کا وہ اصول، جس کی برکتوں سے آج دنیا مالا مال ہورہی ہے، مروّج کیا۔

جس طرز اور اصول پر جن اغراض کو مدّ نظر رکھ کر مسلمانوں نے ان سلطنتوں کو فتح کیا تھا وہ ذیل کی عبارت سے بہت اچھی طرح سمجھ میں آسکتے ہیں جو ایک آزاد خیال دہریہ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی کے 637ء میں یروشلم کی فتح کے ذکر میں لکھا ہے کہ:

’’خلیفۂ والاشان شہر یروشلم میں نہایت امن کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خونریزی کے داخل ہوا۔اور جب وہ اس شہر کے قسیس اعظم کو ہمرکاب لے کر شہر میں سے آثار قدیمہ دیکھتا ہوا گزرا تو وہ اس کے ساتھ نہایت لطف واکرام سے گفتگو کرتا تھا۔اس نے عیسائیوں کو ان کے گرجوں میں پوری آزادی کے ساتھ اپنی مذہبی رسوم کو ادا کرنے کی اجازت دی ۔اور مذہبی آزادی کھلے طور پر عطا کردی۔اس کا مختصر فیصلہ اس قابل ہے کہ اس کی بڑی عزت کے ساتھ حفاظت کی جائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔از جانب عمرؓ ابن الخطاب بطرف باشندگانِ ایلیا ۔واضح ہو کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور تمہارے مال وجان کی نگہبانی کریں گے اور تمہارا کوئی گرجا اور معبد گرایا نہیں جائے گا اور سوائے تم لوگوں کے تمہارے معبدوں میں کسی دوسرے کو دخل نہ ہوگا۔نہ کوئی تمہارے بغیر ان کو استعمال کر سکے گا۔‘‘

یہ منصف مزاج مصنف آگے چل کر لکھتا ہے کہ:

’’عمرؓ کی جوانمردانہ وجاہت اور انسانیت اور صلاح الدین کی کریمانہ شجاعت اور مروّت (جس نے گزشتہ زمانہ میں عیسائیوں کو یروشلم کے لینے کے منصوبوں میں پچھاڑا) خونخوار عیسائی بادشاہوں کی درندگی اور وحشیانہ پن کے ساتھ ایک نمایاں اور زندہ مقابلہ رکھتی ہے۔‘‘

(دیکھو کرائمز آف کرسچینٹی یعنی عیسائیت کے جرم)

عیسائیوں کی تواریخ جن مکروہ اور دردانگیز کشت و خون کے واقعات سے لبریز ہیں وہ ایسے ہیں کہ پچھلے مسلمان بادشاہوں میں بھی کوئی ان کا مرتکب ثابت نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کی غرض سے ملکوں پر حملے کئے ہوں اور ان کو فتح کر کے اپنے ماتحت کیا ہو۔لیکن جب فتح کے بعد ملک میں امن قائم ہوجاتا اور لوگ ان کے ماتحت صلح اور امن سے رہنے لگتے تو مذہب کی خاطر بادشاہ اپنی رعیت پر کبھی بھی سختی نہ کرتا۔اور نہ کبھی ان کے معابد گراتے اور نہ کبھی ان کے مذہبی امور میں دخل دینا پسند کرتے ۔کوئی ملک مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں ایسا نہیں تھا کہ جس میں دوسرے مذہب کے لوگ آباد نہ تھے۔لیکن وہ کبھی اُن پر مذہب کی خاطر ظلم نہ کرتے بلکہ اپنی رعیت کو مذہبی رسوم ادا کرنے کے لئے کامل آزادی عطا کرتے تھے۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کی مذہبی جنگوں کا مقابلہ یورپین مصنفین کے قلم سے

اگر ہم اسلام اور عیسوی مذہب کی حقیقت اور اصلیت کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کی مذہبی جنگوں کا مقابلہ کرنا چاہیں تو صلیبی لڑائیوں سے حقیقت حال اچھی طرح منکشف ہوسکتی ہے۔

اس جگہ ہم یورپین مصنفوں کی قلم سے نکلے ہوئے مضامین کا کچھ اقتباس درج کرتے ہیں جو اس پہلو میں عیسائی مذہب کے برخلاف قطعی طور پر فیصلہ کن شہادت ہے ۔عیسائیوں کی مذہبی لڑائیوں کو مقدس جنگ کہتے تھے اور ان کا محرک مذہبی خبط ہوتا تھا۔

❋......گبنؔ نے لکھا ہے کہ ’’صلیبی جنگ کرنے والے ضرورت کے موقع پر اپنے گرفتار کردہ لوگوں کے بچوں اور جوانوں کے گوشت بھون بھون کر کھاتے تھے‘‘۔

یسوع کے ان حلیم اور رحم دل سپاہیوں کے لئے مردم خوری کوئی بڑی بات نہ تھی اور نہ ہی وہ مقدس جنگ ان لوگوں کی عصمت محفوظ رکھ سکے۔ہم اس جگہ ایک ہی فقرہ میکاڈؔ کا لکھ دیتے ہیں جو اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ کس حد تک بدچلنی اور بدکرداری ان لوگوں میں پھیلی ہوئی تھی۔

❋......عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ: ’’اگر اس زمانہ کی تاریخ کا اعتبار کر سکتے ہیں تو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ صیہوں کی خلاصی کے مجاہدین میں بابل کی خرابیوں میں سے کوئی بھی کم نہ تھی ۔نہایت تعجب انگیز اور ناشنیدنی نظارہ صلیبی جنگیوں کے خیموں کے نیچے قحط اور بلانوشی وحشت خیز طور پر بہم پیوستہ تھے ۔ناپاک محبت اور عشقبازی اور لہو ولعب کے لئے بے حد جوش اور حدوں سے نہایت گزری ہوئی عیاشی موت کی تصویروں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔‘‘

❋......ان کے کشت وخون کے نظارے بہت خوفناک تھے ۔جب انطاکیہ فتح کیا تو اُس وقت بھی انسانیت اور رحم کے جامے اتار کر بے دریغ ہوکر مسلمانوں میں ایسا قتل عام کیا گیا کہ خون کے دریا چلا دیئے اور لاشوں کے خرمن جمع کر دیئے۔’’لاطینی وحشی درندوں کی طرح اُمڈ پڑے۔ بوڑھوں کی عزت واکرام، جوانوں کی بے کسی اور بے بسی، نازنینوں کے حُسن ان درندوں پر کچھ بھی اثر نہ کرتے تھے مسلمانوں کے گھروں میں گھس گھس کر ان کو تباہ کرتے اور اگر کہیں مسجد نظر آجاتی تو پھر ان کی وحشت اور بھی زیادہ جوش میں آتی۔‘‘(ملزؔ)

❋......مقام مارا میں ایسی وحشیانہ قتل عام کے علاوہ مردم خوری کی وحشیانہ حرکت بھی کی گئی ۔آخر کار جب یروشلم پر قبضہ ہوگیا اور مقصود ہاتھ آ گیا تو ان کے کشت وخون بھی حد نہایت تک پہنچ گئے۔

❋......اس نظارہ کو گبنؔ الفاظ ذیل میں بیان کرتا ہے:

’’عیسائی خدا کے غلط کار پرستاروں نے ایک خونخوار قربانی اپنے خدا کی نذر کی ۔مقابلہ سے اُن کا جوش وغضب زیادہ بڑھتا اور ان کے بے رحم غضب وغیظ کے جوش کو نہ کوئی عمر اور نہ کوئی جنس ہلکا اور فرو کرسکتی ۔متواتر تین دن تک ایسی طرح قتل عام میں لگے رہے کہ جو کچھ سامنے آیا بلاتمیز اُس کو تہ تیغ کیا اور لاشوں کے اتنے ڈھیر لگ گئے کہ اُن کی بدبو سے وبا شروع ہو گئی ۔ستّر ہزار مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کرنے اور بے شمار یہودیوں کو اُن کے معبد میں ہی جلا دینے کے بعد بھی اُن کے قبضہ میں بہت سے قیدی تھے جنہیں اپنے فائدہ کی خاطر یا تنگی کی وجہ سے انہوں نے قتل سے بچا رکھا۔‘‘ (جلد 6صفحہ 459)

❋......جب میدان جنگ کا جوش وخروش ختم ہوگیا اور شہر فتح ہوگیا تو اُس وقت کا جو نظارہ تھا اُس کو میکاڈؔ بہت خوبی کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:

’’جن اسیران جنگ کو خواہ انسانیت کے سبب اور خواہ اپنی بے استطاعتی کے باعث سے قتل نہ کیا تھا یا جن کی جانیں بہت سارے معاوضہ کی امید میں بچا رکھی تھیں وہ سب بے دریغ تہ تیغ کر دیئے گئے۔مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے مکانوں اور میناروں کے اوپر سے کود کر مریں۔ہزار ہا بیگناہ مسلمان گرفتار کر کے زندہ جلا دیئے گئے ۔جو بے چارے خوف کے مارے تہ خانوں میں جا چھپے تھے وہاں سے بھی اُن کو کھینچ کھینچ کر نکالا گیا اور عام پبلک مقامات میں لاکر انہیں اذیتیں پہنچائی گئیں۔اور مُردہ لاشوں کے ڈھیروں پر ڈھیر جمع کئے جاتے رہے۔ ظالم اور جلاّد صلیب پرستوں کے دل ایسے پتھر ہوگئے تھے کہ نہ عورتوں کے آنسو اور نہ بچوں کی چیخیں اور نہ اُس مقام کا نظارہ ہی اُن کے جوش غضب کو فرو کر سکتا کہ جہاں اُن کے خداوند یسوع مسیح نے اپنے دکھ دینے والوں کو معاف کیا تھا۔‘‘

❋......اس وحشیانہ نظارے کا حال بیان کرتے ہوئے ملزؔ نے یوں لکھا ہے: ’’مفتوح لوگوں کو پبلک مقامات پر کھینچ کھینچ کر لاتے اور مظلوموں کی طرح قتل کرتے ۔عورتیں اپنے ننھے ننھے شیر خوار بچوں کو چھاتیوں سے لگائے ہوئے اور لڑکے اور لڑکیاں وغیرہ تہ تیغ کئے گئے ۔یروشلم کے چوک اور بازار تو درکنار جہاں پہلے کوئی آدمی بھی نہ رہتا تھا وہاں بھی مردوں اور عورتوں کی لاشیں اور بچوں کے کُچلے ہوئے اعضاء بھرے پڑے تھے۔اُن کثیر التعداد ظالم جلاّدوں میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا کہ جس کا دل رحم سے پگھلا ہو یا لطف سے پھسلا ہو۔‘‘

یروشلم کی فتح کرتے ہی جو نظارہ ان کے مظالم سے پیدا ہوا تھا اُس کو مؤرخین اس طرح بیان کرتے ہیں۔

’’ایک مسجد عمر میں ہی اس قدر مخلوق قتل کی گئی تھی کہ خون کی نہروں میں صحن مسجد کے اندر لاشیں تیرتی پھرتی تھیں ۔کٹے ہوئے بازوؤں اور ہاتھوں کو خون کی موجوں نے بہا بہا کر اُن لاشوں پر پہنچا دیا تھا کہ جن سے ان کا تعلق نہ تھا۔اس ایک مقدّس مقام پر دس ہزار جانوں کا خون بہایا گیا۔اس موقع پر نہ صرف مقتولوں کی بے سر لاشوں کو دیکھ کر ہی دہشتناک نظارہ پیدا ہوتا تھا بلکہ خود قاتل خون سے ایسے لتھڑے اور رنگے ہوئے تھے کہ اُن کی شکلیں ایک مہیب منظر آنکھوں کے سامنے لاتی تھیں ۔مغلوب لوگوں کے لئے کوئی پناہ نہ رہی ۔جلاّد جابروں کا جوش وجنون ایسا بے تمیز اور حدوں سے نہایت تجاوز کر رہا تھا کہ نہ تو مقابلہ ہی سے ٹھنڈا ہوتا اور نہ منّت وزاری ہی سے کچھ افاقہ ہوتا ۔ہزاروں کی گردنیں تیغ وتبر سے جدا کیں اور ہزاروں کو گرجوں اور کنیسوں کی چھتوں سے گرا کر مار ڈالا۔‘‘

اس خونخواری کے بعد تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے سلطان صلاح الدین کی سرپرستی میں یروشلم کو خونخوار عیسائیوں کے پنجہ سے واپس لینے کی توفیق عطا فرمائی ۔اب ایک طرف عیسائی لوگوں کے وہ ظلم جو چندروزہ فتح کے عرصہ میں مسلمانوں پر کئے گئے ۔اور دوسری طرف مسلمان جوانمردوں کا فتح یروشلم کے بعد مردانہ شعار اور انسانیت کا برتاؤ دونوں قوموں کا مقابلہ اور موازنہ کرنے کے لئے زندہ مثال ہے۔ایک آزاد خیال یورپین عیسائی نژاد نے اس کے ذکر میں جو کچھ لکھا ہے وہ منصف مزاج لوگوں کو اس امر پر یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ عیسائی دین کے مقابلہ پر حلم اور رفق اور رحم اور لطف میں اسلام بدرجہا بڑھا ہوا ہے ۔ذیل میں ہم اُس کے الفاظ کا ترجمہ کر دیتے ہیں۔

❋......مصنف جرائم مسیحیت (کرائمز آف کرسچینیٹی) لکھتا ہے:

’’1187ء میں سلطان صلاح الدین عیسائیوں کو طبریہ پر شکست فاش دے کر یروشلم کی طرف بڑھا۔ وہ اس بات کو دل سے چاہتا تھا کہ اس مقدس شہر کی زمین پر خون کا رنگ نہ چڑھے۔اس خیال سے سب سے پہلے اُس نے لوگوں میں عام طور پر اعلان کرادیا کہ اگر وہ بغیر لڑائی کے اطاعت قبول کر لیں گے تو اُنہیں شام میں ہی رہنے کے لئے جگہ اور روپیہ دیا جائے گا ۔لیکن عیسائیوں نے اس بات کو قبول نہ کیا لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔’’کئی دن لڑلڑ کر پھر سلطان کے رحم کے خواستگار ہوئے‘‘۔

❋......اس پر گبنؔ نے لکھا ہے کہ ’’سلطان صلاح الدین نے شہر کا قبضہ لینا اور اُن کی جانوں کو قتل سے بچانا منظور کرلیا ۔یونانی اور ایشیائی عیسائیوں کو اُس ملک میں آباد رہنے کی اجازت دی گئی ۔لیکن یہ شرط لگا دی کہ چالیس دنوں کے اندر رومی اور فرنگی عیسائی اس ملک کو خالی کردیں اور اُن کو بحفاظت تمام مصر اور شام کی بندرگاہوں تک پہنچانے کا خود ذمہ اُٹھایا اور انتظام کر دیا۔اور یہ بھی حکم دیا کہ ہر مرد کے لئے دس اور ہر عورت کے لئے پانچ اور ہر بچے کے لئے ایک طلائی مہر ادا کی جائے اور جو لوگ اپنی آزادی خریدنے کے لئے بالکل استطاعت نہیں رکھتے اُن کو غلامی میں ہی رہنے دیا جائے۔‘‘

❋......پھر آگے چل کر یہ مصنف لکھتا ہے کہ:

’’ہزار ہا غریبوں کا معاوضہ صلاح الدین نے اپنی گرہ سے ادا کیا ۔پھر ملک عادل نے سلطان کی مثال کی اتباع کر کے دو ہزار غلاموں کی آزادی کے لئے اپنے خزانہ سے معاوضہ دیا ۔اس طرح قریب 1/8 حصہ آبادی باقی رہ گئی جس کا معاوضہ ادا نہ ہوسکا۔اور اکثروں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلیا۔ وحشی اور خونخوار عیسائی مجاہد تو ہر جگہ بلاتمیز زن ومرد اور بچوں کو قتل عام کرتے ۔لیکن اُن کی روش کے برخلاف سلطان صلاح الدین کے حضور میں جو عیسائی عورت اپنے اسیر خاوند اور بچہ اپنے باپ اور بھائی کو چھڑانے کی دراخوست کرتی اُس کے حال زار پر سلطانی رحم جوش میں آتا اور اُن کی آہ وزاری پر اُس کا دل پگھل آتا۔اُن کے خاوندوں، باپوں اور بھائیوں کو نہ صرف رہا ہی کرنے کا حکم دیتا بلکہ اُن کو انعام واکرام سے مالا

مال کر کے رخصت کرتا''۔

❁......میکاڈ اس بلند ہمت اور جوانمرد غیر عیسائی سلطان کی تعریف کرتا اور اس احسان کی گرمجوشی سے شکر گزاری کرتا ہے کہ ''اُس نے ماؤں کو اُن کے بچے اور عورتوں کو اُن خاوند جو قیدیوں میں آگئے تھے واپس دے دیئے۔ بعض عیسائیوں نے اپنے قیمتی مال و اسباب وہیں چھوڑے اور اپنے ماں باپ کو جو ضعیف تھے کندھوں پر اٹھا کر لے چلے اور جن کے رشتہ دار بیمار و ناتواں تھے وہ اُن کو سر پر لئے ہوئے جا رہے تھے۔ صلاح الدین یہ حال دیکھ کر بہت مؤثر ہوا اور اپنے دشمنوں کو اس نیکی اور خوبی کا اس موقع پر قابل تعریف فیاضی دکھا کر معاوضہ دیا۔ مصیبت زدہ لوگوں کے حال پر ترس کھا کر اُس نے ہسپتالوں کے نائٹوں یعنی خبر گیروں کو یہ اجازت دی کہ وہ شہر میں ہی رہیں اور جاتری لوگوں کی مدارات کرتے رہیں۔ اور جو لوگ بوجہ ضعف نا قابل ہو گئے ہوں اور ایسا ہی ان لوگوں کو بھی جو بوجہ سخت بیماریوں کے سفر کے نا قابل تھے یروشلم میں رہنے کی اجازت دی۔''

❁......گبن نے بہت خوب لکھا ہے کہ:

''سلطان صلاح الدین کے ان رحم اور شفقت کے عملوں نے اُسے خاص تعریف اور محبت کا ہم پر حق دے دیا ہے۔ صلاح الدین کی انسانیت اور قریب قریب کے عیسائی بادشاہوں کی شیطنت میں عجیب اور پر اثر مقابلہ ہے۔''

❁......ملز کہتا ہے کہ: ''یروشلم سے نکل کر اکثر عیسائی انطاکیہ کی طرف چلے گئے۔ لیکن بوہیمند عیسائی بادشاہ نے اُن کو پناہ دینے سے انکار کیا اور اُنہیں خوب پٹوا کر نکالا۔ جہاں کہیں مسلمانوں کے ملکوں میں وہ چلتے پھرتے تو وہاں اُن کی اچھی طرح خاطر اور مدارات ہوتی۔''

یہ حوالہ جات امر زیر بحث کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں اور ہمیں اب حوالوں کے اقتباس کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ یہ بات بہت اچھی طرح اور واضح طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ **عیسائیوں اور مسلمانوں کی مذہبی لڑائیوں کا باہم مقابلہ کرنے سے نہ صرف اسی بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ اسلام اور مسلمان بادشاہوں کے برخلاف جو جو اعتراض لوگ نادانی سے کر رہے ہیں وہ بے بنیاد اور غلط ہیں بلکہ اس بات کا بھی یقینی ثبوت ملتا ہے کہ مذہب کی خاطر نوع انسان کا خون ناحق اور بے دریغ کرنے کا سنگین الزام مذہب عیسوی کے برخلاد صریح طور پر قائم ہے۔ کسی مسلمان بادشاہ نے کبھی کوئی ایک عیسائی بھی بہ جبر اسلام منوانے کی خاطر نہیں مارا۔** حالانکہ ہسپانیہ اور دیگر ممالک میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بیگناہ مسلمانوں کو عیسائیوں نے محض اس لئے قتل کر ڈالا کہ انہوں نے صلیب پرستی قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ سینکڑوں مسجدیں گرا کر عیسائیوں نے گرجا بنا لئے۔ لیکن کوئی شاذ و نادر ہی ایسا واقعہ ہوا ہوگا۔ جس میں مسلمانوں نے کسی گرجا کو مسجد بنا لیا ہو۔

❁......اسلام اور عیسائیت کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے دراصل ذیل کا ایک ہی واقعہ بیان کر دینا کافی ہوسکتا ہے۔ جب امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یروشلم کو فتح کر لیا تو آپ نے اتنا ہی نہ کیا کہ عیسائیوں کے گرجا کی مسجد نہ بنائی بلکہ جب بطریق اعظم نے کہا کہ آپ ہمارے گرجا گھر میں اپنی نماز پڑھ لیں تو آپ نے اس بات کو منظور نہ کیا اور کہا کہ اگر مَیں تمہاری درخواست منظور کر لوں تو آئندہ زمانہ میں مسلمانوں کو میرے اس فعل کے تتبع کے لباس میں عہد توڑنے کی گنجائش نکل سکے گی۔'' لیکن جب وہی شہر تھوڑے سے عرصہ کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ آ گیا تو اُنہوں نے مسجد کو بدل کر گرجا بنا لیا۔

❁......اب اخیر میں ہمیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مصنّف (جرائم عیسائیت) کرائمز آف کرسچنیٹی کی منصفانہ رائے کا اس جگہ کچھ اقتباس کر دیا جائے۔ وہ لکھتا ہے ''نہ خود (حضرت سرور کائنات) **محمد (مصطفیٰ ﷺ) نے ہی کسی عیسائی پر جو اُن کے ساتھ امن سے رہنا چاہتا تھا کچھ زیادتی نہ کی۔ بلکہ بقول گبن اُس نے اُن کی حفاظت اور تجارت کی آزادی، جائیداد کی ملکیت اور مذہبی عبادات کے ادا کرنے کے پورے حقوق بے تامّل کھلے دل سے عطا کئے۔** اسلامی سلطنتوں میں عیسائی گرجوں کی اجازت تھی۔ حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی عیسائی سلطنت ہرگز یہ گوارا نہ کرتی کہ اُس میں کوئی اسلامی مسجد بھی ہوتی۔ ہندوستان میں بھی شاہان اسلام نے ہندوؤں کے بُت خانوں کا باقی رہنا برداشت کیا۔ عربی خلفاء نے اپنے عہد میں تمام ایشائی لوگوں کی مذہبی آزادی بحال رکھی۔ بطریق بشپ اور پادری خانگی امور میں سول مجسٹریٹوں کی محافظت میں تھے۔ لائق عیسائی وزیر اور حکیم بنائے جاتے مالگذاری کی تحصیلات کے عہدوں پر ممتاز کئے جاتے اور بعض دفعہ شہروں اور صوبوں کے حاکم بھی بنائے جاتے۔ جب صلاح الدین نے یروشلم کو عیسائیوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا تو لاطینی اور یونانی اور مشرقی عیسائیوں میں تمیز مقرر کر دی جس کی رو سے اوّل الذکر یعنی لاطینی عیسائی تو اسیران جنگ شمار کئے جاتے۔ لیکن دوسرے یعنی یانانی اور مشرقی عیسائیوں کو بدستور سلطانی رعیت کے حقوق عطا کئے گئے اور اُنہیں عام طور پر اپنے دیوتاؤں کو اپنے طرز مذہب پر پرستش کرنے کی اجازت تھی۔ اُن کے مذہب میں کوئی دست اندازی نہ کی جاتی تھی اس تحمل آمیز رعایت کا آج تک اُسی طرح رواج ہے اور کسی نے اس کی خلاف ورزی نہیں کی۔ ترکی حکومت کے ماتحت آجتک یہودی اور عیسائی اُسی آزادی خیالات کے حقوق کے مزے اُڑا رہے ہیں جو اُن کے اجداد کو خلفاء نے عطا فرمائی تھی۔ بہت سارے مظلوم جن کو عیسائیوں کے تعصب کے ظلم نے ملک چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کیا اُن کو اُن مسلمانوں ہی کے زیر حکومت پناہ ملتی رہی جن کو نادان معترض ''دُکھ دینے والے مسلمان'' کر کے پکارتے ہیں۔

❁......اسی مصنف نے عیسائیوں کے صلیبی جنگوں کے نتائج کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے۔ ''غیر عیسائیوں کو لڑ کر ملک سے بدر کر دینے کے سبب سے مذہبی دیوانگی کا جوش اور بھی بڑھا اور اپنے وطن میں ملحدین کے برخلاف تلوار زیادہ تیز کی گئی۔''

❁......جارٹن لکھتا ہے کہ ''خدا کے لئے پھانسی دینے اور زندوں کو جلانے کا عالمگیر رواج تیرہویں صدی کو دیکھنا نصیب ہوا۔''

❁......ملمین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''اس مقدس جنگ سے یہ مسئلہ بھی مضبوط ہو گیا کہ عیسائی مذہب پر ایمان نہ لانے والے مسیح کے ذاتی دشمن ہیں۔ اگر وہ مسیح پر ایمان نہ لائیں تو اُنہیں سزا دی جاوے اور پاکبازی کی تلوار سے انہیں قتل کر کے اُن کا خاتمہ کر دیا جاوے۔ ان بے شمار خرابیوں کے علاوہ جو صلیبی جنگوں کے سبب سے ظہور میں آئیں یہ ان کا ہی نتیجہ تھا کہ شمالی بت پرستوں اور البیجنس پر قتل عام کی تلوار چلائی گئی اور بہت سی دوسری عالمگیر سخت گیریوں اور ظلموں کی بنیاد ڈال دی جن کے ذریعہ سے بعد میں پادریوں نے یُورپ کو تباہ کر دیا۔''

ہم نے اس مضمون میں صرف واقعات کا ذکر کر دیا ہے اور یہ بات ناظرین پر چھوڑ دی ہے کہ وہ خود **انصاف سے نتیجہ نکالیں کہ آیا اہل اسلام نے لوگوں کو بہ جبر اپنا دین منوانے کے لئے ظلم کرنے کے اصول پر عمل کیا یا عیسائیوں نے۔ اور آیا اسلام نے نہایت وحشیانہ بے رحمی سے مخلوق خدا کا خون ناحق گرایا یا عیسائی مذہب نے۔** سچی بات تو یہ ہے کہ عیسائیوں کے عملی نمونہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ بُردباری اور تحمل اس مذہب میں موجود ہی نہیں۔ جب دنیا میں اسلام آیا تو اس نے تحمل اور بردباری کے اصول دنیا کو تعلیم کئے۔ پھر عیسائیوں نے بھی بُردباری اور تحمل کو اسلام سے سیکھا۔ لیکن وہ ایسے مُحسن کُش اور ناشکر گذار ہیں کہ اسلام ہی کو ناحق ایسے جرائم کا مرتکب قرار دے رہے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ : حاصل مطالعہ از صفحہ 16

درج ذیل الفاظ میں کھینچا تھا ؎

آج کل رنگ خطابت بیچتے پھرتے ہیں ہم
سرورعالم کی اُمّت بیچتے پھرتے ہیں ہم
بن چکی ہے جنس آوارہ حرم کی آبرو
آہ ناموس رسالت بیچتے پھرتے ہیں ہم

(ہفت روزہ چٹان ۔23؍جولائی 1950ء)

احمدیت کے شاندار مستقبل کی ایک جھلک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی ایک نظم میں احمدیت کا شاندار مستقبل بھی اپنی کشفی بصیرت سے نمایاں کر دیا تھا۔ جس کے خلافت خامسہ میں قریب سے قریب تر ہونے کا یقین افق سماء کے آسمانی انقلابات سے پختہ سے پختہ تر ہو چکا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا ؎

بساط دنیا الٹ رہی ہے، حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نَو کے ابھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا
کلید فتح وظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشان فتح وظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11؍اپریل 2007ء بروز بدھ نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم مرزا سمیع احمد ظفر صاحب (آف رینیز پارک)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم مرزا سمیع احمد ظفر صاحب مورخہ 7؍اپریل کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت مرزا مولا بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ 1947ء میں حفاظت مرکز کے سلسلہ میں قادیان آئے اور حفاظت کی ڈیوٹی دیتے رہے۔ اس کے بعد پاکستان ہجرت کے بعد کچھ عرصہ تک نظارت امور عامہ ربوہ میں بطور نائب محاسب خدمت کی توفیق پائی۔ 1962ء سے آپ UK میں مقیم تھے۔ مرحوم بہت نیک، دعا گو اور بزرگ انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی **مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب (آف اسلام آباد، پاکستان)** کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب 7؍مارچ کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، پرجوش داعی الی اللہ اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے نیک انسان تھے۔ آپ نے کراچی، راولپنڈی اور اسلام آباد میں جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں مختلف خدمات کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁

کثرت سے پڑھی جانے والی دعا

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کو ایک رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میری جماعت سے کہہ دو کہ یہ دعا بہت کثرت سے پڑھیں:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّاب (آل عمران :9)

(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

بقیہ: سال 2006 میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف اردو اخبارات میں شائع ہونے والی نفرت انگیز خبروں اور بیانات کا ایک جائزہ۔ ......از صفحہ 2

❁ **اس طرح یکم جنوری 2006ء سے 31 دسمبر 2006ء تک مذکورہ بالا اخبارات میں ایک** ہزار پینسٹھ خبریں شائع کی گئیں جن میں تقریباً تمام خبریں نفرت وتعصب اور حقائق سے برعکس پروپیگنڈہ پر مشتمل تھیں۔

❁ انفرادی طور پر اگر اخبارات کا جائزہ لیا جائے تو گزشتہ سال کی طرح امسال بھی روزنامہ نوائے وقت میں جماعت احمدیہ کے خلاف سب سے زیادہ خبریں شائع کی گئیں اس اخبار کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی صاحب ہیں۔ دوسرے نمبر پر احمدیوں کے خلاف سب سے زیادہ خبریں روزنامہ پاکستان میں شائع ہوئیں۔ تیسرے نمبر پر روزنامہ جنگ رہا جس کے بانی میر خلیل الرحمٰن مرحوم تھے۔

❁ اب ہم موضوعاتی لحاظ سے خبروں کا جائزہ لیتے ہوئے چند خبریں بطور نمونہ اہل دانش کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ان کو پڑھئے اور اگر عدل وانصاف کی ذرا سی رمق بھی باقی ہے تو سچے دل سے فیصلہ کیجئے کہ صحافتی ضابطہ اخلاق اور مہذب معاشرے کا قانون کس حد تک ان خبروں کی اشاعت کی اجازت دیتے ہیں۔

2 . توہین آمیز خاکے احمدیوں پر الزام

❁ آنحضرت ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت سے تہذیبوں کے ٹکراؤ کی جو صورتحال پیدا ہوئی اور جس طرح مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلا گیا اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے یورپ کو اس ظلم عظیم سے باز رہنے کی طرف توجہ دلائی لیکن چونکہ جماعت احمدیہ ایک پرامن جماعت ہے اس کا طریقہ احتجاج ہمیشہ پرامن رہا ہے جس میں قلم کے ہتھیار کو ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

نفرت وتعصب کی انتہا دیکھئے مولویوں اور شر پھیلانے والوں نے ہمیشہ کی طرح اس موقع پر بھی بجائے اس کے کہ پوری قوم کو متحد رکھتے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا گھٹیا الزام جماعت احمدیہ کے سر تھوپنے کی کوشش کی۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف منفی پراپیگنڈہ کیا گیا اور نفرت انگیز بیانات ملکی اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ اخبارات نے حسب معمول بغیر کسی تحقیق کے اور بغیر جماعت احمدیہ کا موقف جاننے کے ان بیانات کو اخبارات میں جلی سرخیوں میں پہلے صفحہ پر شائع کیا۔ جماعت کی طرف سے اس کی تردیدیں بھجوائی گئیں لیکن حسب سابق تعصب کا مظاہرہ اور عدل انصاف کا خون کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کی جانے والی تردیدوں کو شائع نہیں کیا گیا۔

3۔ سانحہ ڈسکہ (جنڈوساھی) احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈہ

❁ مورخہ 24 جون 2006 کو ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے قریبی گاؤں جنڈوساہی میں جو افسوسناک واقعہ رونما ہوا اس میں احمدیوں پر قرآن پاک کی بیحرمتی کرنے کا بے بنیاد الزام لگا کر نہ صرف چار احمدیوں کے خلاف 295-A کے تحت مقدمہ درج کر کے انہیں گرفتار کر لیا گیا بلکہ گاؤں میں واقع احمدی گھروں اور دکانوں کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ قانون کے رکھوالوں کی آنکھوں کے عین سامنے ظلم وتعدی کا وہ باب رقم ہوا جس کی مثال آج کی مہذب دنیا میں ملنا محال ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس گاؤں کی پوری احمدی آبادی جو کہ 100 سے زائد نفوس پر مشتمل تھی انہیں رات کے اندھیرے میں گاؤں چھوڑ کر محفوظ جگہوں پر پناہ گزین ہونا پڑا۔ معصوم بچوں اور بے گناہ خواتین کو کئی گھنٹے چارپائیوں کے نیچے چھپنا پڑا۔ پیاس سے نڈھال بچوں کو پانی کا گھونٹ تک نہ دیا گیا اور کئی ماہ تک یہ لوگ مہاجرین کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دئے گئے۔

❁ توہین قرآن جس کا بے بنیاد الزام لگا کر یہ ظلم کیا گیا اس کے اصل حقائق یہ تھے کہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے تین افراد مسجد کی صفائی وغیرہ کے بعد پرانے جماعتی اخبارات ورسائل اور بعض دیگر بوسیدہ اوراق کو بے ادبی سے بچانے کے لئے ایک بورے میں بند کر کے مسجد (جو کہ سب سے مقدس جگہ سمجھی جاتی ہے) کے صحن میں گڑھا کھود کر اس میں رکھ کر جلا رہے تھے کہ احمدیت مخالف تنظیم کے ایک رکن نے اپنی چھت سے دیکھ کر شور مچا دیا کہ قرآن کریم جلایا جارہا ہے۔ اس پر فوری طور پر لوگ جمع نہ ہوئے۔ اسی دوران گاؤں میں ایک میلہ بھی ہو رہا تھا جہاں کافی تعداد میں لوگ جمع تھے یہ شخص فوری طور پر میلہ والی جگہ پہنچا اور وہاں جا کر لوگوں کو بھڑکایا جس پر لوگ اشتعال میں آگئے اور بہت سے لوگوں نے احمدیہ مسجد کا محاصرہ کر لیا اور وہاں موجود تینوں افراد کو شدید زدوکوب کر کے پولیس کے حوالے کر دیا۔

❁ انتظامیہ کی طرف سے مشتعل ہجوم کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور کوئی ان سے پوچھنے والا نہ تھا کہ جن پر تم لوگوں نے الزام لگایا ہے ان کو تو پولیس گرفتار کر چکی ہے۔ لیکن اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ان معصوم احمدیوں کا کیا گناہ تھا جن کو ہراساں کر کے ان کو اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا۔ صرف اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ رات گیارہ بجے احمدیہ مسجد کو مسمار کر دیا گیا۔ مشتعل لوگ مسجد کے شہتیر اور بالے اٹھا کر لے گئے۔ لوگوں کو مشتعل کرنے کے لئے دیگر جگہوں سے مولوی بھی اس گاؤں میں آئے اور مولویوں نے مزید پروپیگنڈہ شروع کیا۔ نیز ضلع سیالکوٹ کے بعض دیگر مقامات میں بھی جلوس نکال کر اس طرح کے حالات پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ غرض ہر طرف نفرت کی آگ بھڑکا دی گئی۔

اس نازک صورتحال میں اردو اخبارات نے حسب سابق تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے بنیاد پروپیگنڈہ پر مشتمل آگ کو مزید بھڑکانے والے نفرت انگیز بیانات شہ سرخیوں میں شائع کئے۔

4۔ جعلی نبوت کا جماعت احمدیہ پر الزام

❁ جماعت احمدیہ کے معاندین مختلف قسم کی شرانگیز کارروائیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ عموماً ہر ایسا معاملہ جس میں عوام کو مشتعل کیا جا سکے اس کا الزام احمدیوں پر لگا دیا جاتا ہے اور اخبارات بھی بلا تحقیق مولویوں کے ان الزامات کو جلی سرخیوں میں شائع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دوران سال فیصل آباد میں شہباز نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اسکا الزام بھی احمدیوں کے سر تھوپ دیا گیا اور کسی اخبار نے یہ زحمت گوارا نہ کی کہ اس الزام کی تحقیق ہی کر لے۔

5۔ سانحہ کراچی کا الزام بھی احمدیوں پر لگایا گیا۔

❁ سانحہ کراچی ایک ایسا شرانگیز واقعہ جس میں قیمتی انسانی جانوں کا نقصان ہوا اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ جماعت احمدیہ جس کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ وہ ایک پرامن جماعت ہے لیکن اس کا الزام بھی احمدیوں پر لگا دیا گیا اور اخبارات نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو مشتعل کر دینے والے ان الزامات کو جلی سرخیوں میں شائع کیا۔

6۔ احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈہ کہ وہ پاکستان کے خیر خواہ نہیں

❁ احمدیوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ احمدی پاکستان کے خیر خواہ نہیں اور عوام میں احمدیوں کے خلاف نفرت وتعصب بھڑکانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ احمدی مخالف مولوی اس حوالے سے بیان دیتے ہیں اور اخبارات تاریخ پاکستان اور تحریک پاکستان کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے احمدیوں کے خلاف وطن دشمنی کے الزامات جلی سرخیوں پر شائع کر دیتے ہیں۔ جن مولوی حضرات نے پاکستان کو پلیدستان اور قائد اعظم کو کافر اعظم کہا وہ اب پاکستان کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں حالانکہ جب بھی مشکل حالات میں پاکستان کو احمدیوں کی ضرورت پڑی تو احمدیوں نے ہمیشہ آگے بڑھ کر قربانی پیش کی۔ 'پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن، یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں'۔

7۔ حکومت پر احمدیوں کی پشت پناہی کا الزام لگا کر احمدیوں کے خلاف کارروائی پر مجبور کرنا

❁ پاکستان کی مذہبی جماعتیں جب بھی حکومت یا کسی سرکاری افسر کو دباؤ میں لانا چاہتی ہیں تو اس پر کبھی تو یہ الزام لگا دیا جاتا ہے کہ یہ قادیانی ہے یا پھر احمدیوں کی پشت پناہی کا الزام لگا کر اس کو دباؤ میں لا کر احمدیوں کے خلاف عدل وانصاف کے برعکس کارروائیاں کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مولوی اپنا یہ حربہ اس قدر کامیابی سے استعمال کرتے ہیں کہ بعض اخباری مالکان پر الزام لگا کر ان کو بھی مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے عملہ کو ہدایت دیں کہ احمدیوں کے خلاف نمایاں طور پر خبریں شائع کی جائیں اور اگر احمدیوں کی طرف سے کوئی وضاحت آئے تو اس کو دبایا جائے۔

8۔ اسرائیل کی طرز پر ریاست قائم کرنے کے حوالے سے سازشوں کا الزام

❁ پاکستان میں اسرائیل کو نفرت کی علامت سمجھا جاتا ہے اس لئے عوام کو بھڑکانے کیلئے اکثر مخالفین ایک دوسرے پر اسرائیل کا ایجنٹ ہونے کے الزامات بھی لگاتے ہیں۔ یہ الزام سب سے زیادہ جماعت احمدیہ کے حوالے سے استعمال کیا جاتا ہے کہ احمدی پاکستان میں اسرائیل کی طرز پر حکومت بنانا چاہتے ہیں۔ آئے دن اس طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں کہ ربوہ (چناب نگر) میں احمدی مہنگے داموں زمینیں خرید کر رہے ہیں اور یہاں اپنی ریاست بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اخبارات جو مولویوں کے ایسے بیانات شائع کرتے ہیں جو واضح طور پر جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں کبھی زحمت نہیں کرتے کہ تحقیق کر لیں کہ ان بیانات میں کوئی سچائی بھی ہے کہ نہیں۔

9۔ امریکہ اور دوسری بڑی طاقتیں جماعت احمدیہ کی سرپرستی کررھی ھیں ..... مولویوں کا الزام

❁ جماعت احمدیہ پر ایک اور الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ امریکہ اور دیگر بڑی طاقتوں کی سرپرستی اسے حاصل ہے۔ انہی کی طرف سے اس کو فنڈ زمل رہے ہیں۔ مولویوں کے اس مضحکہ خیز الزام کو اردو اخبارات بلا تحقیق شہ سرخیوں میں شائع کر دیتے ہیں۔

10۔ مرتد کی شرعی سزا موت، کے نفاذ کا مطالبہ اور دو احمدیوں کا قتل

❁ اکثر اخبارات میں جلی سرخیوں میں لکھا جاتا ہے کہ مرتد کی شرعی سزا موت کا نفاذ کیا جائے۔ ان بیانات میں مولوی حضرات کی طرف سے لوگوں کو احمدیوں کے قتل پر اکسایا جاتا ہے۔ اخبارات کو چاہیے تو یہ تھا کہ Opinion Leader کا کردار ادا کرتے ہوئے لوگوں کو امن کی تلقین کریں اور اس طرح غیر قانونی اور متشددانہ کارروائیوں سے باز رہنے کے بارے میں مہم چلائیں۔ لیکن بدقسمتی سے اردو اخبارات مولویوں کے ان متشددانہ بیانات کو جلی سرخیوں میں شائع کر دیتے ہیں جس سے متاثر ہو کر بعض کم فہم لوگ احمدیوں کے خون کے پیاسے ہو کر احمدیوں پر حملہ آور بھی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر دوران سال دو احمدیوں کو شہید کیا گیا۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے وضاحتی پریس ریلیز اور اخبارات کا کردار

❁ سال 2006ء میں 9 پریس ریلیز مختلف اخبارات میں شائع ہونے کیلئے بھجوائی گئیں۔ ہر یک پریس ریلیز پاکستان کے 14 نامور اخبارات کو بھجوائے جاتے رہے۔ اس کے علاوہ اپریس ریلیز کی اشاعت کیلئے بذریعہ فون تمام اخبارات سے رابطہ بھی کیا جاتا رہا مگر ان اخبارات کی طرف سے مثبت جواب موصول نہ ہوا۔ اگر کبھی کوئی خبر شائع بھی کی جاتی تو وہ اتنی چھوٹی اور نامکمل ہوتی تھی کہ اس خبر کو لگانا نہ لگانا برابر تھا۔ آزادی اظہار کا دعویدار پاکستان کیا اپنا یہ دعویٰ پورا کر رہا ہے؟؟؟

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا بلند اخلاق

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ فروری 2006ء میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے بلند اخلاق کے حوالہ سے مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامٹوی صاحب کا بیان کردہ یہ واقعہ کتاب ''نجم الہدیٰ'' سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری عمر تیرہ چودہ سال تھی اور مَیں اُس وقت مذہباً ہندو قوم سے تعلق رکھتا تھا، بعض لڑکے مجھے تنگ کر رہے تھے کہ مَیں نے غصہ میں آکر اُنہیں پتھر مارا لیکن اُن کو لگا نہیں۔ پھر مَیں نے اپنا جوتا اُتار کر زور سے پھینکا تو اچانک حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اُس کی زد میں آگئے اور وہ گوبر سے بھرا ہوا جوتا آپؓ کی پیٹھ پر لگا۔ لیکن آپؓ نے میرے شرمندہ ہونے کے خیال سے مُڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ مَیں ڈر رہا تھا کہ شاید آپؓ مجھے سکول سے خارج کردیں یا نہ معلوم کیا سخت سزا دیں۔ آپؓ کے ان بلند اخلاق کو دیکھ کر اسلام کی پاکیزہ تعلیم اور محاسن میرے دل میں گھر کر گئے۔

محترم ماسٹر ملک محمد عبداللہ ریحان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/مارچ 2006ء میں محترم ماسٹر ملک محمد عبداللہ ریحان صاحب کا ذکر خیر اُن کی بیٹی کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم ملک صاحب ضلع سرگودھا کے ایک گمنام گاؤں میں پیدا ہوئے جہاں ہر طرف جہالت کا دَور دورہ تھا۔ آپ بھی دستور کے مطابق ہوش سنبھالتے ہی زمیندارانہ کاموں میں مصروف ہوگئے۔ ہر صبح سڑک کے کنارے کھیت میں کام کرتے ہوئے آپ کو ایک سائیکل سوار باقاعدگی سے آتا جاتا نظر آتا اور آپ لاشعوری طور پر اُس کو بھاگ کر سلام کرتے۔ وہ اجنبی ایک نزدیکی گاؤں میں سکول ماسٹر تھا۔ ایک روز اُس نے پوچھا: بچے کیا تم بھی میری طرح بننا چاہتے ہو؟ اثبات میں جواب دینے پر اُس نے آپ کو ساتھ لیا اور اس طرح آپ بھی سکول میں داخل ہوگئے۔ مڈل کے بعد اُسی سکول میں استاد ہوگئے۔ اس دوران قریبی احمدیوں سے رابطہ ہوا تو جلد ہی احمدیت قبول کرلی۔ چونکہ خاندان میں آپ کے اخلاق کی وجہ سے آپ کا بہت احترام تھا اس لئے مخالفت نہ ہوئی۔ ہمہ وقت داعی الی اللہ ہونے کی وجہ سے جلد ہی آپکے ایک بھائی نے بھی احمدیت قبول کرلی۔

آپ کو خدمت خلق کا بہت شوق تھا۔ اپنے گاؤں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول کھلوانے میں کامیابی حاصل کی۔ بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم کا بہت خیال رکھتے۔ اپنی پانچ بیٹیوں کے بعد بیٹا پیدا ہوا تو اکلوتا ہونے کے باوجود ناجائز لاڈ پیار نہیں کیا اور تربیتی معاملہ میں کوئی رعایت نہیں دی۔

آپ نے 28/جون 2005ء کو وفات پائی۔

مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/مارچ 2006ء میں محترم ماسٹر بشیر احمد صاحب آف چارکوٹ (راجوری) کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب رقمطراز ہیں کہ جب کشمیر میں جموں کے راجہ نے علاقہ کو کشمیریوں سمیت اپنی جاگیر سمجھ رکھا تھا اور ہر قسم کے انسانی حقوق غصب کررکھے تھے، ایسے میں جن لوگوں نے عوام کی بہبود کے لئے کوئی بھی قدم اٹھایا، اُنہیں بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسے ہی باہمت لوگوں میں محترم ماسٹر صاحب شامل ہیں جنہوں نے ضلع جموں کے موضع چارکوٹ میں گزشتہ صدی کی تیسری دہائی میں انجمن احمدیہ قادیان کی اخلاقی اور کسی قدر مالی مدد سے ایک مکتب قائم کیا جو آہستہ آہستہ مڈل سٹینڈرڈ تک جا پہنچا۔

خاکسار جب پرائمری تک تعلیم حاصل کرچکا تو مزید تعلیم کے لئے چارکوٹ کے سکول کے علاوہ کہیں اَور جانا ممکن نہیں تھا۔ محترم ماسٹر بشیر احمد صاحب وہاں کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ جب اُن سے رابطہ کیا تو احمدی ہونے کے ناطے انہوں نے بڑی فراخدلی سے اپنے گھر میں رہائش کی اجازت دیدی۔ مَیں اڑہائی سال اُن کے ہاں مقیم رہا اور اُن کو ایک مہربان سرپرست کے طور پر پایا۔ سکول کے علاوہ بھی میرا ہر طرح خیال رکھتے۔ کھانا وقت پر کھلاتے اور نماز اپنے ہمراہ پڑھاتے۔ تعلیمی میدان میں اُن کی حیران کن خوبی یہ تھی کہ وہ اکیلے ہی ایک ایسے سکول کو بڑی خوبی سے جاری رکھے ہوئے تھے جو درجہ اوّل سے درجہ ہشتم تک تھا۔

تقسیم ہند کے بعد جب کشمیر میں جنگ جیسی صورتحال پیدا ہوگئی تو ماسٹر صاحب ہجرت کرکے پاکستان آگئے اور کچھ عرصہ مہاجر کیمپوں میں رہنے کے بعد گرمولہ ورکاں ضلع شیخوپورہ میں رہائش اختیار کرلی۔ وہیں آپ کا انتقال بھی ہوا۔

اہرام مصر

ماہنامہ ''خالد'' فروری 2006ء میں اہرام مصر کے بارہ میں ایک تفصیلی معلوماتی مضمون مکرم آر۔ ایس بھٹی صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

پانچ ہزار سال قبل مصر کے شہنشاہوں کی چوتھی نسل بہت ترقی یافتہ تھی۔ بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا اور انہیں خدا کا درجہ حاصل تھا۔ ویسے فرعون کا بنیادی مطلب عظیم گھر تھا۔ پرانے مصری بادشاہوں کے مزار ٹیلوں کی شکل کے ہوتے تھے جن کو mastabas کہا جاتا تھا۔ قریباً 2780 قبل مسیح میں بادشاہ Djoser کے آرکیٹیکٹ Imhotep نے پہلی مرتبہ دریائے نیل کے کنارے پر اہرام تعمیر کیا۔ اُس نے چھ mastabas کو اوپر نیچے رکھا۔ اس میں بہت سے کمرے، راستے اور بادشاہوں کے مدفن کے چیمبر تھے۔ ایک مکمل اہرام کی تعمیر Snefru بادشاہ کے دَور میں شروع ہوئی جو شہنشاہوں کے چوتھے دَور کا بانی تھا۔ اُس کا عہد 2680 سے 2560 قبل مسیح تک رہا۔

سب سے مشہور اہرام Giza میں ہے جو Snefru کے بیٹے khufu (2589-2566) نے تعمیر کروایا۔ یہ قدیم دَور کے سات عجائبات میں پہلے نمبر پر ہے اور اُن میں سے واحد ہے جو اس وقت درست حال میں موجود ہے۔ اس کی تعمیر بارہ سے بیس سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اس کی بنیاد 13 ایکڑ سے زائد رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے اور اطراف کی لمبائی 755 فٹ ہے۔ ابتدا میں یہ 481 فٹ بلند تھا لیکن اب 450 فٹ سے اونچا نہیں۔ اس میں استعمال ہونے والے پتھر کے بلاکس کا وزن دو سے پندرہ ٹن تک ہے اور کُل وزن ساڑھے چھ ملین ٹن بنتا ہے۔

Giza میں واقع دیگر اہراموں میں Khufu کے بیٹے Khafre اور اُس کے جانشین Menkaure کے بنوائے ہوئے اہرام بھی ہیں۔ ان اہراموں میں نصب پتھروں کے بلاک کی تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان سے دس فٹ اونچی اور ایک فٹ موٹی دیوار پورے فرانس کے گرد بنائی جاسکتی ہے۔

قریباً تمام اہراموں کے ساتھ ایک چھوٹا سا اہرام بادشاہ کی روح کے لئے بنایا جاتا تھا، اسی طرح ایک مندر جو مُردہ خانہ کے طور پر تھا اور اس میں نعش کو کچھ دیر کے لئے محفوظ رکھا جاتا تھا۔

ابھی تک اہراموں کے بارہ میں تفصیلی معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔ موجودہ محققین کا خیال ہے کہ بیس سے تیس ہزار مزدور وہاں مسلسل کام کرتے رہے ہیں جن کے نشان بھی ملتے ہیں۔ ان مزدوروں کی خوراک اور رہائش کا کیا انتظام تھا، یہ ابھی ایک معمہ ہے۔ ایک مزار کی پینٹنگ سے پتہ چلتا ہے کہ پتھر کے بلاک کو دھکیل کرلے جانے سے پہلے زمین پر کوئی مائع گرا کر پھسلن کی جاتی تھی۔ پانی سے بھری ہوئی خندقیں پیمائش کو ایک لیول پر رکھنے کیلئے استعمال کی جاتی تھیں۔

بڑے اہرام بادشاہت کے چوتھے دَور سے چھٹے دَور تک بنے جس کے بعد چھوٹے اہرام ایک ہزار سال تک بنتے رہے جن میں سے زیادہ تر ابھی تک ریت میں دبے ہوئے ہیں۔ آخری شاہی اہرام Ahmose نے Abydos کے مقام پر تعمیر کروایا۔ وہ بادشاہت کے اٹھارویں دَور کا بانی تھا اور نئے مصر کا بانی تھا۔ چونکہ یہ مقبرے لٹیروں کی زَد سے محفوظ نہیں رہے تھے اس لئے اس کے بعد بادشاہوں کو پوشیدہ قبروں میں دفنایا جانے لگا جو Thebes کے مغربی کنارے کے پہاڑوں میں کاٹ کر بنائی گئیں۔

Giza میں مصری سنگ تراشی کا مکمل نمونہ ابوالہول بھی ہے۔ یہ انسانی ہاتھ کا بنا ہوا سب سے بڑا شاہکار ہے۔ اس کا سر انسانی شکل کا اور جسم شیر کا ہے۔ یہ پرانے اور نئے مصر کا قومی نشان ہے۔ ابوالہول کا لفظی مطلب Stangler ہے اور یہ نام سب سے پہلے یونانیوں نے ایک ایسی مخلوق کو دیا جس کا سر عورت کا، دھڑ شیر کا اور پرندے کی طرح کے پر تھے۔ سب سے پہلے Khafre کے مزدوروں نے ایک بڑے پتھر کو شیر کی شکل دی اور غالبًا اس کے سر کو اپنے بادشاہ کی صورت میں ڈھالا۔ اس کی بنیاد چونے کے پتھر کی ہے۔ یہ چٹان پچاس ملین سال پرانی ہے اور سمندر کے پانی میں دبی رہی تھی۔ اس کے دھڑ کی لمبائی 72.55 میٹر اور اونچائی 20.22 میٹر ہے۔ چہرہ چار میٹر چوڑا ہے اور ناک ڈیڑھ میٹر سے زیادہ لمبی ہے۔ ماتھے پر کوبرا کا نشان تھا جو غائب ہوچکا ہے اور ناک، کان کا زیریں حصہ اور داڑھی بھی ختم ہوچکی ہے۔

مصر میں ابوالہول بھی بہت سے ہیں لیکن عموماً اُن کے سر بادشاہ کے ہیں یا نر بھیڑ کے ہیں جو ایک دیوتا Amun کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/جنوری 2006ء میں شامل اشاعت مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مرے مولا مجھے تُو قادیاں دارالاماں لے جا
جہاں برسے تھے بارش کی طرح تیرے نشاں لے جا
مسیحائے زماں کے مولد و مسکن کو دیکھ آؤں
جو بس میں ہو کسی دیوار کے سائے میں رہ جاؤں
نصیب اس حوض کوثر سے حیات جاودانی ہو
وہ علم و معرفت پاؤں جو ابدی غیرفانی ہو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/جنوری 2006ء میں مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم بعنوان ''تازہ جہاں'' شامل اشاعت ہے۔ اس طویل نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سہانا ہے سماں تازہ جہاں معلوم ہوتے ہیں
بشکل نو زمین و آسماں معلوم ہوتے ہیں
غلامان مسیح وقت ہیں گو ناتواں بندے
عزائم میں مگر کوہ گراں معلوم ہوتے ہیں
وہی ''چالیس'' جا پہنچے بھلا کیونکر کروڑوں تک؟
یہ قصے داستاں در داستاں معلوم ہوتے ہیں
یہ جستِ احمدیت ہے فقط فضل خداوندی
اگر نصرت ملے کب امتحاں معلوم ہوتے ہیں
حصار احمدیت میں اماں پائیں گی اب قومیں
یہ آثار آج دنیا میں عیاں معلوم ہوتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

4th May 2007 – 10th May 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 4th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05 MTA Variety: an exhibition on Jamia Ahmadiyya.
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 442, Recorded on 25/11/1999.
02:45 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Burkina Faso, West Africa.
03:55 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 176, Recorded on 17th February 1997.
04:55 Poem Recital Competition.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 7th December 2003.
08:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 105.
08:30 Siraiki Service
09:05 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 27 recorded on 20th January 1995.
10:10 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News review
13:55 Dars-e-Hadith
14:10 Bangla Shomprochar: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:25 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:10 Interview: An interview with Abdul Manan Naheed.
18:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 105 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 06/04/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:15 MTA Variety: a programme about health related matters.
22:50 Urdu Mulaqa'at: Session 27 [R]

Saturday 5th May 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:50 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 105.
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 443, Recorded on 02/12/1999.
02:20 Interview: An interview with Abdul Manan Naheed.
03:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 4th May 2007.
04:20 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Session no. 27. Recorded on 20th January 1995.
05:30 MTA Variety: a programme about health related matters.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Children's Class with Huzoor. Recorded on 3rd January 2004.
08:05 Ashab-e-Ahmed
08:50 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 3rd Januart 2007.
16:00 Moshaa'irah: an evening of poetry
16:50 Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 15/03/1998.
18:00 Attractions of New Zealand
18:30 Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:05 Ashab-e-Ahmed [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 6th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Qur'an Quiz
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 1, recorded on 17/07/1994.
02:40 Kidz Matter
03:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 4th May 2007.
04:10 Ashab-e-Ahmed
04:40 Moshaa'irah: an evening of poetry
05:30 Attractions of Australia
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 4th January 2004.
08:20 Huzoor's tours: a programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
09:30 Kidz Matter: kids discussion programme.
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 6th April 2007.
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:15 Bangla Schomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 4th May 2007.
15:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:20 Huzoor's Tours [R]
17:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996. Part 2.
18:30 Arabic Service
19:35 Kidz Matter [R]
20:30 MTA International News Review [R]
21:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15 Huzoor's Tours [R]
23:25 Ilmi Khutbaat

Monday 7th April 2007

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Learning Arabic: lesson no. 1
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 2 Recorded on 24/07/1994.
02:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 4th May 2007.
04:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996. Part 2.
05:00 Ilmi Khutbaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 4th January 2004.
08:30 Le Francais C'est Facile: programme no. 52
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th December 1997.
10:00 Indonesian Service
11:05 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about the migration of the Holy Prophet (saw) to Medina.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 02/06/2006.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:05 Jalsa Salana UK: speech delivered by Atta-ul-Mujeeb Rashid on the topic of 'the noble character of the Promised Messiah (as). Recorded on 27th July 1996.
16:40 Medical Matters
17:10 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 3, Recorded on 07/08/1994.
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:35 Friday Sermon: recorded on 02/06/2006 [R]
23:45 Jalsa Salana Speech [R]

Tuesday 8th May 2007

00:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Learning French
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 3, Recorded on 07/08/1994.
02:45 Friday Sermon: recorded on 02/06/2006.
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
Recorded on 29th December 1997.
04:40 Jalsa Salana Speech
05:10 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 21st December 2003.
08:10 Learning Arabic: Programme no. 1
08:25 Documentary: a programme about an African Safari.
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th June 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Jalsa Salana Canada 2005: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 25th June 2005.
15:10 Documentary [R]
15:40 Learning Arabic: Programme no. 1 [R]
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
17:25 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:25 Documentary [R]
23:00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 9th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:00 Learning Arabic: Programme no. 1
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 4. Recorded on: 13/08/1994.
02:30 Jalsa Salana USA 2006
03:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th June 1996.
04:30 Documentary
05:00 Jalsa Salana Address.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 17th January 2004.
08:05 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th June 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Ilmi Khitabaat
15:05 Jalsa Speeches: a speech delivered by Tahir Selby on the topic of 'acceptance of prayer' on the occasion of Jalsa Salana UK 1995.
15:30 Children's Class [R]
16:35 Question and Answer Session [R]
17:55 Attractions of New Zealand
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 5, recorded on 20/08/1994.
20:30 MTA International News Review
21:05 Children's Class [R]
22:10 Jalsa Speeches [R]
22:30 Hamaari Kaaenat
22:55 Ilmi Khitabaat

Thursday 10th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 5, recorded on 20/08/1994.
02:15 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:45 Hamari Kaa'enaat
03:10 Ilmi Khitabaat
04:10 Discussion: the life of Hadhrat Nusrat Jehan Begum sahiba (ra).
05:05 Attractions of New Zealand
05:30 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 10th January 2004.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 22. Recorded on 09/06/1994.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:00 Al Maa'idah
11:20 Dars-e-Hadith
11:40 MTA Travel: a documentary giving the history of how Islam came to Egypt.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 177, recorded on 18th February 1997.
15:05 Huzoor's Tours [R]
16:00 English Mulaqa'at [R]
17:05 Poem Recital competition
18:05 MTA Travel [R]
18:30 Arabic Service
20:35 MTA News Review
21:10 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 177 [R]
22:10 Spotlight
22:55 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 14 Friday April 27, 2007 Issue No. 17

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مُلّائیت کا نظام خلافت سے کھلا مذاق

مُلّائیت نے 1919ء سے نظام خلافت کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے اور باوجودیکہ خدائے ذوالجلال کے قہری نشانات بار بار رونما ہوئے۔ علماءِ سُو ''خلافت'' کے نام پر اپنی دوکان چمکائے جا رہے ہیں۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان نے یحییٰ خان کو حضرت علی کے بعد پانچواں خلیفہ بنایا۔ پھر ضیاء الحق کو ''امیر المومنین'' کے خطاب سے پکارا گیا۔ طالبان کی حکومت بنی تو دیوبندی علماء نے ان کے سرپرڈیرہ اسماعیل خان کی سیاسی فیکٹری سے تیارشدہ ''تاجِ خلافت'' پہنادیا۔ اب ایک دلچسپ شوشہ امیر جماعت الدعوۃ پاکستان جناب پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب نے یہ چھوڑا ہے کہ:

''امریکہ کی فوج کا سربراہ کہہ رہا ہے کہ اگر امریکہ عراق سے نکلا تو خلافت قائم ہوجائے گی''۔

(اخبار 'دن' 9/ستمبر 2005ء صفحہ 2)

پاپوش سے لگائی کرن آفتاب کی
جوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی

ایک پاکستانی کالم نویس جناب فضل حق صاحب نے حال ہی میں یہ دلچسپ بیان دیا ہے کہ:

''جماعت ، جمعیت ، مجلس عمل پچھلے ساٹھ سال سے نظام مصطفیٰ کا ڈھول پیٹتے رہے ہیں لیکن آج تک تین صفحوں کا خاکہ یا نقشہ نہیں لکھا جس سے پتہ لگے کہ اسلامی معاشرے کو نظام مصطفیٰ میں ڈھالنے کے لئے ریاست کا آئین اور انتظامی ڈھانچہ کیا ہوگا۔ مجھے کئی بار ان اصحاب خیر سے یہ پوچھنے کی سعادت نصیب ہوئی کہ اپنا تیار کردہ کوئی منصوبہ ،کوئی مسودہ **عہد حاضر میں خلافتی نظام نافذ کرنے کا دکھایئے۔ ہر دفعہ جواب ملا جب ہمیں حکومت ملے گی ہم نافذ کردیں گے''۔**

(اخبار جنگ 8/ستمبر 2005ء صفحہ 11)

قضیۂ فلسطین اور بانئ جماعت اسلامی

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانئ جماعت اسلامی سے استفسار کیا گیا کہ جماعت اسلامی نے قضیۂ فلسطین سے متعلق کبھی اپنی پالیسی کا اظہار نہیں کیا؟ مودودی صاحب نے جواب دیا:

''ہم وقتی مسائل کو اتنی اہمیت نہیں دیتے کہ اپنے اصل کام کو چھوڑ کر ان کے پیچھے پڑ جائیں...... ہمارے نزدیک اصل مسئلہ فلسطین یا ہندوستان یا ایران یا ترکی کا نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ کفر واسلام کی کشمکش کا ہے اور ہم اپنا سارا وقت ،ساری قوت اور ساری توجہ اس مسئلہ پر صرف کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہوگا دوسرے مسائل کے حل ہوجانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا''۔

(ترجمان القرآن ۔ شوال 65 ھ،ستمبر 46ء بحوالہ رسائل ومسائل صفحہ 333۔ اشاعت 1998ء ناشر اسلامی پبلی کیشنز شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

کفر واسلام کی کشمکش کا مودودی حل

اب کفرو اسلام کی کشمکش کا اصل حل بانی مودودیت کے قلم سے سنئے

آج تمہاری خونخواری پر حیرت سے حیوانوں کو
تم تو کل تہذیب سکھانے نکلے تھے انسانوں کو

مودوی صاحب لکھتے ہیں:

''جب وعظ وتلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ......دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔ طبیعتوں سے فاسد مادے خود بخود نکل گئے ۔ روحوں کی کثافتیں دور ہوگئیں...... آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہوگیا''۔

''اسلام کی اشاعت میں تبلیغ اور تلوار دونوں کا حصہ ہے جس طرح ہر تہذیب کے قیام میں ہوتا ہے تبلیغ کا کام تخم ریزی ہے اور تلوار کا کام قبلہ رانی ہے''۔

یہ اقتباس جناب مودودی صاحب کی تالیف ''الجہاد فی الاسلام''، طبع اول صفحہ 132-133 سے ماخوذ ہے۔ یادرہے کہ پانسوصفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب مسٹر گاندھی کے اس الزام کے جواب میں لکھی گئی تھی کہ:

''اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا ہے جس کی فیصلہ کن طاقت پہلے بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے''۔

ظلم وستم کی حد یہ ہے کہ مودودی حلقوں میں اس کتاب کو دفاعِ اسلام کا شاہکار یقین کیا جاتا ہے بلکہ مودودی صاحب کو بھی اس کتاب پر بہت ناز تھا جس کا اظہار انہوں نے راقم الحروف سے ایک ملاقات کے دوران فخریہ انداز میں کیا تھا۔ یہ 1948ء کی بات ہے جب کہ وہ قیام پاکستان کے بعد اچھرہ میں قیام پذیر تھے

دشمنوں نے جو دشمنی کی ہے
دوستوں نے بھی کیا کمی کی ہے

(حبیب جالب)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پیشگوئی کا حیرت انگیز رنگ میں ظہور

خلفاء چونکہ اپنے وقت میں نائب مصطفیٰ ہوتے ہیں اس لئے اُن کی زبان گفتۂ گفتۂ اللہ بود کا رنگ رکھتی ہے۔ اور لاتعداد واقعات کی اس پر ایسے طور پر مہر تصدیق کردیتے ہیں کہ ایک عالم دنگ رہ جاتا ہے۔

مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ لنڈن جولائی 1986ء کے موقع پر اپنے شعری کلام میں پوری قوت وشوکت میں قبل از وقت خبر دی کہ

تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑادے گا خاک اُن کی کرے گا رسوائے عام کہنا

یہ پیشگوئی اگست 1985ء میں ضیاء الحق کی عبرتناک موت سے پوری ہوئی اور اب مُلّاؤں کو دنیا بھر میں جس طرح دہشت گردی کے مجرم کی حیثیت سے بے آبرو اور عالمی سطح پر رسوا کیا جارہا ہے اس کی نظیر تاریخ عالم کے صفحات میں نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں پاکستانی مُلّا باہمی افتراق کے عذاب کے شکنجہ میں آگیا ہے کیونکہ اس نے قرآن وحدیث کی بجائے بھٹو اور ضیاء الحق کو اپنی مطلب براری سے اپنا رہبر وپیشوا بنا کر مظلوم احمدیوں کے خلاف تکفیر اور دشنام طرازی کا بازار گرم کیا اور بہت سے احمدی ان کے کرایہ دار قاتلوں اور گماشتوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

پاکستانی مُلّاں اور ان کی پارٹیاں پاکستان کی پچپن سالہ تاریخ میں کس طرح افتراق وتشت کا شکار ہو چکی ہیں اور ان کے باہمی متحد ہونے کے بلند باگ دعاوی کے جس طرح پرخچے اڑ چکے ہیں اس کا قلمی نظارہ اخبار 'اوصاف' اسلام آباد کے نامہ نگار خصوصی کے تازہ بیان سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

''پاکستان کے پچپن سالوں میں ملک میں کام کرنے والی 9دینی مذہبی پارٹیوں ،جماعتوں کے 33 ٹکڑے بخرے ہوئے۔ اوصاف کی رپورٹ کے مطابق اندرونی خلفشار کے باعث تقسیم در تقسیم ہونے والی دینی جماعتوں میں جمعیت علمائے پاکستان کے چار گروپ اس وقت کام کررہے ہیں جن میں علامہ شاہ احمد نورانی کی جے یو پی (نورانی)، ایم ایم اے کے صاحبزادہ فضل کریم (ایم این اے)، جے یو پی مسلم لیگ (ن) کے ساتھ اور جے یو پی (نیازی) کے صدر پیر انیس حیدر حکمران مسلم لیگ (ق) کے اتحادی ہیں جبکہ انجینئر سلیم اللہ خان کی جے یو پی (نفاذ شریعت) کسی بڑے دھڑے کی حلیف نہیں۔ جمعیت علماء اسلام بھی تین دھڑوں میں بٹی ہوئی ہے جس میں جے یو آئی (ف) اور جے یو آئی (س) ایم ایم اے کا حصہ ہیں۔ جبکہ تیسرا گروپ جے یو آئی (ق) کو مولانا اجمل قادری الگ تھلگ رکھے ہوئے ہیں۔ جماعت اسلامی بھی تین دھڑوں میں تقسیم ہوئی جس میں جماعت کے بانی مولانا مودودی کے فرزند حیدر فاروق مودودی کا الگ دھڑا غیر فعال ہے جبکہ قاضی حسین احمد کی امارت میں جماعت اسلامی انتہائی فعال سیاسی کردار ادا کررہی ہے۔ اس کے علاوہ حکیم سید محمود سروسہارن پوری کی قیادت میں تحریک اسلامی بھی مولانا مودودی کے افکار کی داعی ہے۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے بھی تین دھڑے ہیں۔ علامہ فاضل موسوی کی تنظیم اعلان تک محدود ہے جبکہ حامد موسوی کی تنظیم سیاست سے ہٹ کر اپنے کاز کے لئے متحرک ہے۔ تیسرا دھڑا علامہ ساجد نقوی کی قیادت میں ایم ایم اے کے اندر ملک میں اہم سیاسی رول ادا کر رہا ہے۔ 1918ء میں قائم کی گئی جماعت اہلحدیث 1992ء میں مختلف دھڑوں کے ادغام سے متحدہ جمعیت اہلحدیث کے نام سے سامنے آئی لیکن جلد ہی یہ اندرونی خلفشار کا شکار ہوگئی اور اس کے سات حصے کام کرنے لگے جس میں مرکزی جمعیت اہلحدیث (حافظ ابتسام الٰہی گروپ)۔ مرکزی جماعت اہلحدیث انجمن اہلحدیث (مولانا فضل الرحمٰن بن محمد)، جمعیت علمائے اہلحدیث (قاضی القدر خاموشی)، جمعیت اہلحدیث (پروفیسر ساجد میر)، متحدہ جمعیت اہلحدیث (ضیاء اللہ شاہ بخاری) جماعت اہلحدیث شامل ہیں ۔ قادیانیوں کے خلاف سرگرم عمل تنظیم بھی پانچ حصوں میں کام کررہی ہے جس میں مولانا خواجہ خان محمد کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا منظور چنیوٹی کی انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، سید عطاء المسلمین بخاری کی تحریک تحفظ ختم نبوت اور علامہ ممتاز حسین کی پاسبان ختم نبوت، سردار محمد خان لغاری کی تحریک تحفظ ختم نبوت شامل ہیں۔ کالعدم سپاہ صحابہ بھی چار دھڑوں کالعدم ملت اسلامیہ، تحریک دفاع صحابہ (مولانا عطاء اللہ بندیالوی) اور لشکر جھنگوی (اکرم لاہوری) لشکر جھنگوی (قاری عبدالحئ) میں تقسیم ہے۔ دیوبند علماء میں مفتی نظام الدین شامزئی نے مجلس تعاون اسلامی، مولانا شیر علی شاہ نے مشائخ پاکستان ،مولانا محمد سرفراز خان نے مجلس عمل علمائے پاکستان ، مفتی فیروز الدین ہزاروی نے متحدہ علماء فورم، مولانا عبدالرؤف ملک نے متحدہ علماء کونسل، مولانا زاہد الراشدی نے پاکستان شریعت کونسل کے نام سے۔ بریلوی علماء میں پیر آصف علی گیلانی نے اتحاد علماء پاکستان ،نزاکت حسین نے سنی علماء کونسل کے نام الگ الگ چھوٹے چھوٹے اتحاد قائم کررکھے ہیں۔ علماء ومشائخ کے لئے علماء ومشائخ کونسل (ایاز ظہیر ہاشمی)، تنظیم مشائخ عظام (مصور صدیق) اتحاد المشائخ (خالد زکوڑوی) اتحاد مشائخ (سلطان ریاض قادری)، جمعیت مشائخ (پیر فضل حق)، مشائخ پاکستان (شیر علی شاہ) چھ تنظیمیں الگ الگ ہیں۔ جمعیت اشاعت والتوحید والسنّت، جمعیت اہلسنّت (مفتی عیسیٰ گورمانی)، سواد اعظم اہلسنّت، تحریک خدام اہلسنّت، تنظیم اہلسنّت (قاضی نثار) جماعت اہلسنّت (علامہ ریاض) عالمی جماعت اہلسنّت (پیر افضل قادری)، انٹرنیشنل تنظیم اہلسنت (پیر عبدالقادری)، لشکر اہلسنّت (غلام فرید عثمانی) کے نام سے 9 تنظیموں نے اہلسنّت کے مختلف پلیٹ فارموں پر نمائندگی کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ ملک میں اہل تشیع کی 25 جماعتیں/ تنظیمیں کام کررہی ہیں جبکہ اہلحدیث مسلک کی 19 جماعتیں/ تنظیمیں مختلف ناموں سے کام کررہی ہیں۔

(روزنامہ'' اوصاف ''اسلام آباد ۔26/جنوری 2004ء)

شورش کاشمیری نے اپنے منظوم کلام (جولائی 1950ء) میں منبر ومحراب کے ان نام نہاد وارثوں کا نقشہ

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں